

اسلامی وراثت کے موضوع پر
مختصر جامع آسان تصنیف

تعلیم و قرآن

ترتیب : أبو السلام محمد صدیق

ناشر

ادارۃ احیاء السنن النبویہ
ڈی بلاک
سنٹرل قراقرم
سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

۱۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَامُّوْهَا الْمَنَاسِ
وراثت سے کھو اور لوگوں کو سکھاؤ (حدیث)

وراثت کے موضوع پر

مختصر، جامع اور آسان تصنیف

تعلیم الفرائض

ترتیب

ابولسیناء محمد ابن ابی نعیم

شائع کردہ: ادارہ احیاء السنۃ النبویہ
ڈی۔ بی۔ بلائٹ سٹیٹوٹنٹ ٹاؤن سرگودھا

۱۵ روپے

فہرست مضامین

فہرست مضامین اہل نمازین۔ ۱۰ ہجری

نمبر	موضوع	صفحہ	موضوع	صفحہ
۳۳	سخراج	۷	پیش افطہ	
۳۴	مواخ کا بیان	۸	تقدیم	
۳۵	حجب کا بیان	۸	علم فرانسس کی اہمیت	
۳۷	مقاسمۃ الجہد کا بیان	۹	اصطلاحات	
۳۹	مسئلہ اگردریہ	۹	شرائط انتقال ترکہ	
۴۰	مناسخہ	۱۱	حجت کی اقسام	
۴۲	ذوی الارحام	۱۱	عصبہ کا بیان	
۴۲	تقدیم ترکہ کی صورت	۱۳	عصبہ بنفسہ	
۴۲	پہلی قسم	۱۳	عصبہ بالغیر	
۴۶	دوسری قسم	۱۳	عصبہ مع الغیر	
۴۶	تیسری قسم	۱۴	عصبہ سببی	
۴۸	چوتھی قسم	۱۴	مسئلہ قضاة	
۴۸	امام احمد بن حنبلہ	۱۴	ترتیب تقسیم ترکہ	
۵۲	خفنی مشکل	۱۵	اسماء و حصص	
۵۲	حمل کی وراثت	۱۵	وراثہ کی اقسام	
۵۷	منفقود الخیر	۱۷	اصحاب الفروض مرد اور عورتیں	
۵۹	مرثہ کا بیان	۲۰	مسئلہ تشبیہ	
۶۰	قیدی کا بیان	۲۵	نقشہ اجداد و جدات	
۶۰	حوادث کا بیان	۲۵	دونا ممکن مسئلہ	
۶۱	اہل تشیہ	۲۶	مخارج الفروض	
۶۳	مسئلہ عول اور اہل تشیہ و منکرین حدیث	۲۶	عول	
۶۴	حضرت علی اور مسئلہ عول	۲۶	رد	
			نسبت کا بیان	

پیش لفظ

حضرت محدث روپڑی کے ارشاد پر میں نے ایک نقشہ "وراثت اسلامیہ نام سے" ترتیب دیا تھا۔ اس میں بصورت جدول اصحاب الفروض کے حصص اور عصبہ کے تفصیلی حالات قلم بند کئے گئے ہیں۔ جدول سے مسائل کے حل کا طریقہ کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اکابر علماء و وقت نے اس کو پسند کیا۔ خصوصاً حضرت محدث روپڑی، مولانا سید داؤد غزنوی، حضرت محدث گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا احمد علی شیر نوالہ، ماہر وراثت مولانا محمد علی خطیب سنہری مسجد لاہور، مولانا امین حسن اصلاحی نے اس نقشہ کی افادیت کے سلسلہ میں اپنے اچھے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔

نقشہ کی صورت میں اس کی حفاظت بھی ایک اہم مسئلہ تھا۔ اس لیے اس نقشہ کو رسالہ کی شکل میں رانہائے وراثت کے نام سے طبع کیا گیا۔ بعض مسائل اس میں نہیں ہیں جن کا تعلق حساب سے ہے۔ ان مسائل کے اضافہ کے ساتھ دوبارہ اس کو طبع کیا گیا ہے جو آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اس کتابچہ کا مطالعہ وراثت کی ادق اور ضخیم کتب سے قارئین کو بے نیاز کر دے گا۔ انشاء اللہ۔

ماخذ

قرآن وحدیث۔ مغنی ابن قدامہ۔ سر تاجی۔ وراثت اسلامیہ محدث روپڑی۔
الغذب الفاحش الموارث للاسلامیہ احمد کامل خضری۔ عدۃ الباحث
مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا نَحْنُ نَزَرْتُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَالْيَنَابِطُ رُجْعُونَ سَوۡةٖ مَرۡیۡتٍ
بلاشبہ زمین اور جو زمین پر ہے ہم اسکے وارث ہیں۔

تقدیم

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر عاریتہً بعض اشیاء کی ملکیت انسان کو سونپ دی گئی ہے۔

اسلام میں شخصی ملکیت کا ثبوت ملتا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی انفاق فی سبیل
کی ترغیب۔ خراباء اور مساکین کے ساتھ مالی تعاون۔ حج و عمرہ وغیرہ الیم
عبادات شخصی ملکیت کے وجود کا بین ثبوت ہیں تقسیم وراثت کی بنا ہی شخصی ملکیت پر ہے۔

شخصی ملکیت

وراثت کا قانون انبیاء علیہم السلام پر لاگو نہیں ہوتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و
کآلہٖ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ ما تَرَکْنَا فِہٖ وَّصَدَقَہٗ (مسلم ج ۲ ص ۹۱)

وراثت انبیاء

ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس میں بوری امت شریک ہے۔

اس کی وجہ ایک یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اگر کسی نبی کے پاس وراثت کا مال ہوتا تو وراثت میں

وجہ

صرف منظر بیکہ متمنی ہوتا۔ اس کے انسداد کا یہی تقاضا ہے۔ کہ نبی ترکہ مال کا نہ وارث ہو اور نہ اس کوئی وارث ہو۔

اشتراکیت

اشتراکیت اور کمیونزم کا نظریہ ملکیت کے بارہ میں ملتا جلتا ہے دونوں
شخصی ملکیت کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک دولت کمانے کے جملہ ذرا

جماعتی ملکیت میں ضروریات زندگی کو افراد پر تقسیم کرنے کا انتظام بھی جماعت ہی کی ذمہ داری ہے۔
ان کا یہ نظریہ اسلامی نظریہ کے متصادم ہے۔

دورِ جہالت

اس دور میں عورتوں بچوں۔ بوڑھے اور ناتواں مردوں کو ترکہ سے محروم رکھا جاتا تھا۔ وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ معاشرہ کی ان پر کوئی ذمہ داری نہیں اوس بن ثابت نے تین بیٹیاں اور دو چچا زاد بھائی اسی زمانہ میں چھوڑے ان برد و بھائیوں نے تمام ترکہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ بیوہ اور اس کی تین بیٹیوں کو ترکہ سے محروم کر دیا اوس کی بیوہ نے دربار رسالت میں شکایت کی کہ میرے پاس اپنے اور بچوں کی گزراوقات کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اوس نے جو ترکہ چھوڑا ہے۔ اس پر اس کے چچا زاد بھائیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ آپ نے اُن کو بلایا اور پوچھا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ عورت ذات کمزور نہیں ہے۔ جو معاشرہ پر بوجھ ہے بوجھ بردار نہیں ہے نہ ان میں جنگ لڑنے کی سکت ہے نہ مدافعت کی ہمت۔ اس لیے ترکہ کے ہم تختی ہیں دراشت کے بارہ میں اور صورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو ظلم و ستم کی آئینہ دار ہیں۔ ہندوستان میں لڑکیوں اور نکاح ثانی کرنے والی عورتوں کو دراشت سے محروم رکھا جاتا۔ تقسیم وراثت کی ایک ظالمانہ صورت یہ تھی کہ تمام لواحقین میں سے صرف میت کا بڑا لڑکا وراثت کا مالک ہوتا۔

اسلامی وراثت

دنیا بھر کے دینوں میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے۔ جس میں تقسیم ترکہ کے وقت کسی مستحق رشتہ دار کو دراشت سے محروم نہیں ہونے دیا۔ جو میت کے ساتھ نسبی یا سببی تعلق رکھتا ہے۔ خواہ وہ مرد ہے یا عورت بچہ ہے یا بوڑھا۔ جتنے صدی سے اس کو نوازا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْكَرُمِ مِثْلُ حِظِّ الْاُنثٰى فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثنَيْنِ فَلِهِنَّ ثُلَاثَا مَرَاتٍ وَاِنْ كَانَتْ وَاِحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَاِلَّا بِنَوْءٍ لِّكُلِّ وَاِحِدٍ مِّنْهُمَا النِّصْفُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهُ وِلْدَانٌ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وِلْدٌ وَّوَرِثَةٌ اَبْوَاهُ فَلِامَةِ الثَّلَاثِ اِنْ كَانَ لَهَا اُخُوَةٌ فَلِامَةِ الثَّلَاثِ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِ يُوَصِّيْ بِهَا اَوْ دِيْنِ اَبَاؤِكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةٌ مِّنْ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ (ترک میں) مذکر کا حصہ دو نمونہ کے حصے کے برابر ہے۔ اگر وہ دو سے زیادہ میں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ ایک ہے تو اس کے لیے نصف ہے اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اگر میت کی اولاد ہے، اگر اولاد نہیں۔ اور والدین ہی اس کے وارث

ہیں تو ماں کے لئے تہائی حصہ ہے۔ اگر بھائی بہن بھی ہیں تو ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ یہ تقسیم وصیت کے بعد ہوگی جو وہ وصیت کرتا ہے یا ادائے قرضہ کے بعد جو اس کے ذمہ ہے۔ تمہارے آباء اور تمہارے ابناء ان کے بارہ میں تم نہیں جانتے کہ نفع کے اعتبار سے کون تمہارے لئے زیادہ قریب ہے۔ بلاشک وہی علم والا حکمت والا ہے۔“

وہ ورثاء جو کسی سبب کی بنا پر ترکہ کے مستحق بنتے ہیں ان کے بارہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ لَوْ كُنَّ لَهِنَّ وَاَوْلَادٌ فَانْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِنَّ يُؤْتَيْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ ط (نساء آیت ۱۲)

اور تمہارے لئے نصف حصہ ہے جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ان کی اولاد نہ ہو۔ اگر ان کی اولاد ہے تو تمہارے لئے ان کے ترکہ میں سے چوتھا حصہ ہے۔ وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَاَوْلَادٌ فَانْ كَانَ لَكُمْ وَاَوْلَادٌ فَلَهُنَّ الثُّلُثُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِنَّ يُؤْتَوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ - (سورۃ نساء آیت ۱۲)

اور ان کے لئے چوتھا حصہ اس میں سے ہے جو تم نے چھوڑا۔ شرط یہ ہے کہ تمہاری اولاد نہ ہو۔ اگر تمہاری اولاد ہے تو پھر ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے جو تم نے چھوڑا ہے۔ یہ تقسیم وصیت کے بعد ہوگی جو تم نے کی ہے یا ادائے قرضہ کے بعد جو تمہارے ذمہ ہے۔

سے مراد وہ رشتہ دار ہے جس کا نہ اصول ہو۔ اور نہ فسوخ یعنی اس کا باپ ہے اور نہ اس کی اولاد ہے۔ البتہ اس کے بھائی بہن ہیں۔ کلالہ کے بارہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً اَوْ امْرَاةٌ وَاَوْلَادٌ فَالْاُخْتُ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاِحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ اِنْ كَانَوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهَمْ سَوَاءٌ فِي الثَّلَاثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِنَّ يُؤْتَى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَاعَفٍ وَصِيَّتِهِنَّ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (سورۃ نساء آیت ۱۲)

اگر مرد و کلام ہے یا عورت کا کلام ہے اس کا ایک بھائی سے یا ایک بہن سے تو ان دونوں میں ہر ایک کے لئے چٹھا حصہ ہے اگر ایک سے زیادہ ہیں ، تو وہ ترکہ کی ایک تہائی میں شریک ہیں۔ وصیت کے بعد جو وصیت کی جاتی ہے یا اداء قرض کے بعد جو اس کے ذمہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ علم والا اور تحمل والا ہے۔

مذکورہ آیت میں کلام کے جن بہن بھائیوں کا بیان ہوا ہے۔ ان سے مراد اخیانی (مال کی طرف سے) بہن بھائی ہیں۔ اور درج ذیل آیت میں عینی اور علاتی بہن بھائی مراد ہیں۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۗ اَمْ رُلًا اَهْلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ لَّهِ اُحْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ رِثَةٌ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ اِنْ كَانَتْ اُنْتَيْنِ فَلَهُمَا التُّلْتَانِ مِمَّا تَرَكَ ۗ اِنْ كَانُوا اِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذَكَرِ مِثْلُ حِظِّ الْاُنثِيَيْنِ ۗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَصَلُّوْا وَاَلِلَّهِ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۶ - سورة نساء آیت ۷۶۔

”اے پیغمبر! لوگ آپ کلام کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کلام کے بارہ میں بتاتا ہے کہ اگر وہ مرد ہے بلاک ہو گیا ہے۔ اس کی اولاد نہیں۔ اس کی صرف ایک بہن ہے تو اس کے لئے ترکہ میں سے نصف حصہ ہے وہ مرد اس کا وارث ہوگا جبکہ اس کی اولاد نہ ہو۔ اگر دو بہنیں ہیں تو ان کے لئے دو تہائی حصہ ہے۔ اس ترکہ میں سے جو اس نے چھوڑا ہے۔ اگر بھائی بہنیں ملے جلے ہوں تو مذکورہ کے لئے دو مؤنث کے حصہ کے برابر حصہ ہے۔ یہ احکام اللہ تعالیٰ نے اس لیے بیان فرماتا ہے کہ تم بھلکے نہ پھرو۔ اور اللہ تعالیٰ بہتے کو جاننے والا ہے۔“

مذکورہ بالا آیات میں میت کے نسبی اور سببی وراثہ کا بیان ہے۔ بعض وراثہ ایسے حبی ہیں، جن کا تذکرہ قرآن مجید میں صراحت سے نہیں ملتا۔ ان کی اور ان کے حصص کی تفصیل احادیث میں ملتی ہے۔ مثلاً جدہ صحیحہ نانی۔ دادی کے حصص کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے چٹھا حصہ ہے (ترمذی) مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدًا لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - صَلَاةً وَسَلَامًا عَنِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ
وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَالطَّاهِرِیْنَ وَعَلَىٰ اَتْبَاعِهِمْ
الَّذِیْنَ وَرِثُوْا عِلْمَهُمْ اَجْمَعِیْنَ -

علمِ فرائض کی اہمیت

بروایت ابوہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علمِ فرائض سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ۔ یہ
آدمی علم ہے جو بھلا دیا جائے گا۔ یہ پہلا علم ہے جو میری امت کے سینوں سے سلب کیا جائے گا۔
علم سیکھنے سے پہلے چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

چار باتیں (۱) تعریف (۲) موضوع (۳) غرض (۴) استمداد۔

تعریف :- علمِ فرائض وہ علم ہے جس میں ورثہ اور اس کے حساب سے بحث ہوتی ہے۔

موضوع :- اس علم کا موضوع ترکہ میثت ہے۔

غرض :- اس علم کی غرض ہر وارث تک ترکہ پہنچانا جس کا وہ مستحق ہے۔

استمداد :- استخراج احکام کے لئے جن اذکار سے مدد لی گئی ہے وہ تین ہیں۔

(۱) قرآن مجید (۲) حدیث (۳) اجماعِ امت

اصطلاحات

وارث : جس کی طرف ترکہ منتقل ہو۔

مورث : جس کا ترکہ منتقل ہو۔

ورثہ : جو شے منتقل ہو۔

شرائط انتقال ترکہ

انتقال ترکہ کی تین شرطیں ہیں -

(۱) مورث کی موت اس کا علم بالمشاہدہ ہو یا دو عادل گواہوں کی شہادت سے ہو یا اس کے مرنے

کا فیصلہ کیا گیا ہو جیسے منفقود الخبر کی موت -

جنین شکمِ مادر میں ایسی ضرب سے مرزا ہوا یکہ جس سے غلام - لونڈی دیت لازم آتی ہو ایسے جنین

کا الحاق بھی اموات سے ہوگا یعنی وہ زندگی پانے کے بعد مرے۔

(۲) مورث کی موت کے بعد وارث کا زندہ ہونا - خواہ اس کی زندگی ایک لمحہ بھر ہی ہو -

(۳) جہت کا علم جس بنا پر ترکہ منتقل ہوتا ہے -

جہت کی اقسام

جہت کی تین قسمیں ہیں - (۱) نکاح (۲) وِلا (۳) نسب

نکاح : اس کا لغوی معنی ضم اور جمع ہے۔ شرع میں عقدِ زوجیت کا نام نکاح ہے۔ یہ ایک ایسا سبب ہے کہ خاوند بیوی کو ایک دوسرے کے وارث ہونے کا سبب بنا دیتا ہے۔ وطی اور خلوت

صیحیح حاصل نہ بھی ہو۔

مطلقہ : مطلقہ وہ عورت ہے جس کو طلاقِ رجعی دی گئی ہے۔ عدت کے اندر خاوند وفات پا گیا ہے اس صورت میں مطلقہ عورت وارث ہوگی۔

طلاق بائنہ : طلاق بائنہ ہوتا ہے مطلقہ عورت وارث نہیں ہوگی۔ جب کہ طلاقِ کمالِ صحت دی گئی ہے۔ اگر مرضِ موت کی حالت میں طلاق دی گئی ہے اور طلاق کی وجہ عورت کو ورثہ سے محروم

کرنا نہیں تو اس صورت میں عورت وارث نہیں ہوگی البتہ اگر ایسے مرض کے بارہ میں غالب گمان ہو کہ اس کے طلاق دینے کا مقصد عرف عورت کو ترکہ سے محروم کرنا ہے تو عورت عدت میں ہو یا عدت گزار

چکی ہو وہ وارث ہوگی جب کہ اس نے نکاح نہ کیا ہو یا مرتد نہ ہو گئی ہو۔

وِلا :- وِلا کا لغوی معنی بلک ہے۔ اس کا اطلاق نصرت - قرابت پر بھی ہوتا ہے۔ وِلا سے وہ تعلق

مراد ہے جو آزاد کرنے سے آقا اور اس کے غلام کے درمیان پیدا ہوتا ہے۔ ذلّا ایک ایسا سبب ہے کہ اس کی وجہ سے جب لمبی کوئی وارث نہ ہو تو آقا اور اس کا آزاد کردہ غلام ایک دوسرے کے عصبہ کی حیثیت سے وارث ہوتے ہیں۔

۳- نسب :- نسب کا لغوی معنی قرابت ہے۔ مُراد اس سے قریب اور بعید کے تمام وہ رشتہ دار ہیں جن کا تعلق ولادت سے ہے۔ اس سبب کی بناء پر ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کا وارث بنتا ہے۔ وراثت میں قدم پر ہیں۔

(۱) عصبہ (۲) اصحاب الفروض (۳) ذوی الارحام

(۱) عصبہ :- عصبہ کا لفظ عین اور صاد مفتوح کے ساتھ ہے۔ عصبہ کا لغوی معنی مضبوطی ہے۔ مراد اس سے وہ وارث ہیں جو اصحاب الفروض سے سچا ہوا ترکہ لیں یا تمام ترکہ کے وارث ہوں جبکہ اصحاب الفروض میں سے کوئی نہ ہو۔ عصبہ کا اطلاق واحد جمع۔ مذکر مؤنث سب پر کیا ہوتا ہے۔

(۲) اصحاب الفروض - فروض جمع ہے واحد فرض ہے۔ لفظ فرض کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے۔ علم الفرض کی اصطلاح میں مقررہ در محدود حصہ ہے۔ اصحاب الفروض سے مُراد وہ وارث ہیں جن کے حصے مقرر ہیں۔

(۳) ذوی الارحام - ذوی، ذو کی جمع۔ اس کا معنی صاحب ہے۔ ارحام رحم کی جمع ہے اس کا معنی رشتہ داری ہے۔ علم الفرض کی اصطلاح میں ذوی الارحام سے مُراد وہ رشتہ داری ہیں جو نہ عصبہ ہیں اور نہ وہ اصحاب الفروض ہیں۔

(۴) مولی الموالات - مولیٰ کا معنی مالک مولاة کا معنی دوستی۔ علم الفرض کی اصطلاح میں مولی الموالات وہ شخص مجہول النسب ہے جو کسی کو کہہ دے کہ تو میرا مولیٰ ہے یا کسی کو اپنا متبنیٰ بنالے۔

(۵) مقررہ بالنسب علی الغیر - وہ مجہول النسب شخص ہے جس کو زندگی میں کہا گیا ہو کہ تو میرا بھائی، بھتیجا یا چچا ہے۔

الموصیٰ له لجمع المال وہ شخص ہے جس کے حق میں تمام جائیداد کی وصیت کی گئی ہو۔

بیئ المال حکومت کا خزانہ ہے۔

عینی :- میت کے وہ بھائی بہن ہیں کہ ان کا باپ اور ماں ایک ہوں
 علاقائی :- میت کے وہ بھائی بہن ہیں کہ ان کا باپ ایک ماں جدا جدا ہو
 اخیائی :- میت کے وہ بھائی بہن ہیں کہ ان کی ماں ایک باپ جدا جدا ہو
 جد صحیح :- وہ مرد ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو مثلاً دادا - پڑا دادا وغیرہ
 جد فاسد :- وہ مرد ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ ہو مثلاً نانا اور دادی
 کا باپ وغیرہ

جد صحیح :- وہ عورت ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان جد فاسد کا واسطہ نہ ہو مثلاً نانی - دادی وغیرہ
 جد فاسد :- وہ عورت ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان جد فاسد کا واسطہ ہو مثلاً نانا کی
 ماں وغیرہ

عصبہ کا بیان

عصبہ کی دو قسمیں ہیں (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی
 عصبہ نسبی :- اس کی تین قسمیں ہیں (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ
 عصبہ بنفسہ :- میت کا وہ مرد رشتہ دار ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو۔
 اس کی چار قسمیں ہیں۔

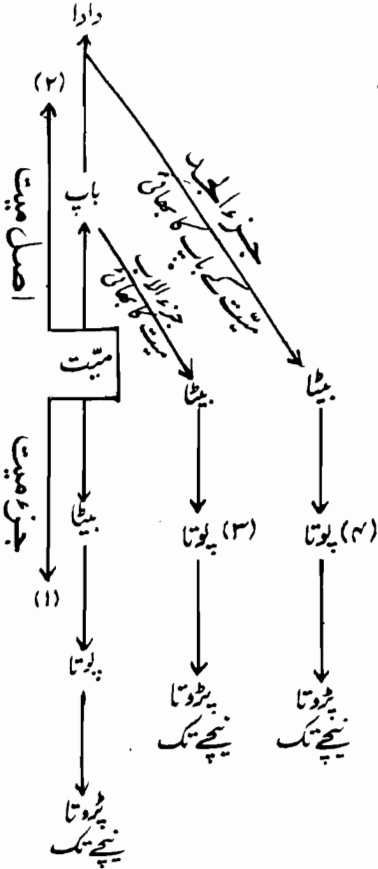
پہلی قسم :- میت کی ابائی جانب یعنی بیٹا وہ نہ ہو تو پوتا وہ نہ ہو تو پڑا دادا علی الترتیب نیچے تک
 نوٹ :- پوتے پڑتے وغیرہ نیچے تک خواہ ایک کی اولاد ہوں یا ایک سے زیادہ کی ترکہ ان کے درمیان
 بھٹہ برابر تقسیم ہوگا شرط یہ ہے کہ وہ ایک درجہ میں ہوں

دوسری قسم :- میت کی ابائی جانب یعنی باپ وہ نہ ہو تو دادا وہ نہ ہو تو پڑا دادا علی الترتیب اور پرتک
 تیسری قسم :- میت کے باپ کی ابائی جانب یعنی میت کا بھائی وہ نہ ہو تو اس کی اولاد نرینہ نیچے تک
 چوتھی قسم :- میت کے باپ کی ابائی جانب یعنی میت کا چچا - تایا وہ نہ ہو تو ان کی نرینہ اولاد نیچے تک۔

وہ نہ ہو تو دادا کی ابائی جانب یعنی میت کے دادا کا بھائی اور اس کی نرینہ اولاد نیچے تک
 ترتیب عصبہ بنفسہ پہلے میت کی جڑ یعنی اس کا بیٹا - بیٹا نہ ہو تو پوتا - پوتا نہ ہو تو پڑا پوتا نیچے تک

علی الترتیب بحیثیت عصبہ وارث ہوگا

جزء میت میں سے کوئی نہ ہو تو اصل میت باپ وہ نہ ہو تو دادا وہ نہ ہو تو پڑاوا اور پرنک علی الترتیب بحیثیت عصبہ وارث ہوگا اگر ان میں سے کوئی نہیں تو باپ کی جزء یعنی میت کا بھائی وہ نہ ہو تو اس کی اولاد نیچے تک بحیثیت عصبہ وارث ہوگی اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو دادا کی جزء یعنی میت کے باپ کا بھائی وہ نہ ہو تو اس کی اولاد علی الترتیب نیچے تک بحیثیت عصبہ وارث ہوگی۔



نوٹ (۱) عصبہ کی دوسری تیسری جو قطعی قسم میں سے جب کوئی مرد عصبہ ہو کر وارث ہو تو اس کی بہن عصبہ ہو کر وارث نہیں ہوگی اس لیے کہ اس کا شمار ذمی الارحام میں ہے۔ البتہ تیسری قسم میں صرف میت کی عینی یا علاتی بہن اپنے اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو کر وارث ہوگی۔ اور اس سے نیچے کوئی مہن اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ نہیں ہوگی۔

نوٹ ۲ اگر کسی عصبہ میت کی ایک ہی جانب کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں تو پھر رشتہ میں اقرب کو مقدم رکھا جائے گا مثلاً باپ اور دادا کی موجودگی میں باپ بصورت عصبہ وارث ہوگا۔ دادا بصورت عصبہ وارث نہیں

ہوگا۔ بیٹا اور پوتو کی موجودگی میں بیٹا بصورت عصبہ وارث ہوگا پوتو بصورت عصبہ وارث نہیں ہوگا۔ دیکھا ہے کہ پوتو کی نسبت بیٹا میت کے زیادہ قریب ہے۔

نوٹ ۳ اگر کئی عصبہ قرب میں برابر ہوں تو پھر رشتہ میں قوت کا لحاظ کیا جائے گا مثلاً عینی اور
 علاقائی بھائی بہن دو کی موجودگی میں عینی بھائی بصورت عصبہ وارث ہوگا علاقائی بھائی بصورت عصبہ
 وارث نہیں ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ علاقائی بھائی کی نسبت عینی بھائی کے رشتہ میں قوت
 زیادہ ہے۔

عصبہ بالغیر

میت کی وہ رشتہ دار عورت ہے جس کو غیر عصبہ بنا دیتا ہے مثلاً میت کی بیٹی اور
 میت کی بہن اپنے اپنے بھائیوں کے سبب عصبہ بن جاتی ہیں۔ اسی طرح پوتی پڑوتی نیچے تک
 اپنے اپنے بھائیوں کے باعث عصبہ بن جاتی ہیں۔ شرط یہ ہے کہ اس پوتی پڑوتی نے ذی فرض ہو
 کر ترکہ نہ لیا ہو۔

عصبہ مع الغیر

عصبہ مع الغیر اس ذی فرض عورت کا نام ہے جو دوسری ذی فرض عورت کی میت میں عصبہ
 کا حکم رکھتی ہے مثلاً بیٹی یا پوتی کے ساتھ عینی یا علاقائی بہن ہو تو وہ عصبہ مع الغیر ہے۔
 شرط یہ ہے کہ وہ عصبہ بالغیر نہ ہو۔

عصبہ بی

عصبہ بی ۱۔ وہ عصبہ ہے جو کسی سبب کی بنا پر عصبہ ہو مثلاً غلام آزاد ہو کر مر گیا۔ اس کا نسبی
 وارث کوئی نہیں۔ اس صورت میں آزاد کنندہ خواہ مرد ہو یا عورت بصورت عصبہ اس کا وارث
 ہوگا۔ اگر آزاد کنندہ نہ ہو تو آزاد کنندہ کا عصبہ بقیہ ترتیب وار وارث ہوگا عصبہ بالغیر اور عصبہ مع الغیر
 یعنی عورت وارث نہیں ہوگی۔

مسئله قصه

نسبی اور سببی عصبہ ہر دو کی موجودگی میں نسبی عصبہ وارث ہوگا، سببی وارث نہیں ہوگا اس لئے کہ نسبی تعلق سببی سے قوی ہے مثلاً بیٹے اور بیٹی نے اپنے باپ کو خریداجو غلام تھا۔ وہ آزاد ہوا۔ ولاء کا تعلق بیٹے اور بیٹی دونوں سے ہے پھر باپ نے غلام خرید کر آزاد کر دیا پہلے آزاد کنندہ مر گیا پھر آزاد کردہ مر گیا اس کا نسبی کوئی وارث نہیں۔ اس ولاء کا تعلق کس سے ہے۔ اس صورت میں ولاء کا تعلق بیٹے سے ہوگا۔ بیٹی سے نہیں ہوگا اس لیے کہ بیٹا عصبہ بنے عصبہ ہے اور بیٹی عصبہ بالغیر ہے جو عصبہ سببی ہے عصبہ نسبی نہیں ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں چار سو قصاۃ نے خطا کی ہے اس لیے اس مسئلہ کا نام مسئلہ قصاۃ مشہور ہو گیا ہے۔

ترتیب تقسیم ترکہ

سب سے پہلے ترکہ میں سے میت کی تجہیز و تکفین کی جائے۔ ترکہ بچے تو اس کا فرض ادا کیا جائے اس کے بعد بقیہ ترکہ کی تہائی سے اس کی وصیت کو پورا کیا جائے۔ وصیت کے بعد ترکہ بچے تو اس کو وراثہ میں کتاب و سنت اور اجماع کی روشنی میں تقسیم کیا جائے اس کی صورت یہ ہے کہ۔
 ۱۔ اصحاب الفروض وراثہ کو پہلے دیا جائے۔ اگر ترکہ بچے تو بچا ہوا ترکہ یا اصحاب الفروض میں سے کوئی نہ ہو تو کل ترکہ عصبہ کو دیا جائے اگر عصبہ میں سے کوئی نہ ہو۔ تو اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد جو ترکہ بچا ہے وہ انہی اصحاب الفروض پر ان کے حصص کے مطابق خاندان یا بیوی کو چھوڑ کر لوٹا دیا جائے اگر عصبہ اور اصحاب الفروض میں سے کوئی وارث نہ ہو تو ترکہ ذوی الارحام کو دیا جائے تقسیم کی صورت اور ذوی الارحام کی تفصیل آخریں بیان کی گئی ہے۔ ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو مولیٰ الموالات وارث ہوگا وہ نہ ہو تو مقررہ بالنسب علی الغیر وارث ہوگا جب تک (اقرینہ) دفاتر تک اپنے اقرار پر ثابت رہا ہو وہ نہ ہو تو ترکہ بیت المال میں جمع کروا دیا جائے۔

عربی	نصف	مرج	ثلث	ثلثان	ثلث	سرس
اردو	آدھا	چوتھائی	آٹھواں	دو تہائی	تہائی	چھٹا
ہندسہ	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{8}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{6}$

کی
حصص

ورثہ کی اقسام

ورثہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) عصبہ (۲) اصحاب الفروض (۳) ذوی الارحام۔
عصبہ کی تعریف اور اس کی انواع کا بیان ہو چکا ہے۔ اصحاب الفروض کی تعریف اور ان کے حصص کی تفصیل کی جاتی ہے۔

فروض کا لفظ جمع ہے اس کا واحد فرض ہے۔ فرض کا معنی حصہ ہے اصحاب الفروض سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کے حصے قرآن و حدیث اور اجماع کی رو سے مقرر ہیں۔ ان کی کل تعداد بارہ ہے ان میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد | (۱) باپ (۲) دادا (۳) انخیانی بھائی (۴) خاوند
عورتیں | (۱) زوجہ (۲) بیٹی (۳) پوتی (۴) عینی بہن (۵) علاقہ بہن (۶) انخیانی بہن (۷) ماں (۸) دادی۔ نانی

حصص کا بیان باپ

اس کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا چھٹا حصہ جب کہ میت کا بیٹا یا پوتا پڑوتا نیچے تک کوئی موجود ہو

(۲) وہ عصبہ ہے جب کہ میت کی اولاد نہ ہو

(۳) وہ ذمی فرض بھی ہے اور عصبہ بھی ہے۔ جب کہ میت کی وارث بیٹی یا پوتی پڑوتی

دادا

نیچے تک کوئی موجود ہو

دادا کی بھی تین حالتیں ہیں۔

(۱) باپ ہو تو دادا محروم ہے۔ باپ نہ ہو تو دادا باپ کے قائم مقام ہے البتہ تین مسائل میں

باپ اور دادا میں فرق ہے۔

(۱) باپ ہو تو دادی محروم ہے دادا ہو تو دادی محروم نہیں۔

(۲) وارث ماں۔ باپ۔ بیوی یا ماں باپ خاوند ہو ہر دو صورتوں میں بیوی یا خاوند کو ان کا

حصہ دے کر باقی ترکہ کی تہائی حصہ ماں کے لیے ہے اور باقی باپ کے لیے ہے اگر باپ کی دہریہ دادا ہو۔ تو ماں کے لیے کل ترکہ کی تہائی ہے امام ابو یوسفؒ باپ اور دادا میں فرق نہیں کرتے۔ (۳) باپ ہو تو عینی۔ علاقہ۔ اخیانی بہن بھائی سب محروم ہیں۔ اگر باپ کی جگہ دادا ہو۔ تو اخیانی بہن بھائی تو محروم ہیں۔ عینی اور علاقہ کے متعلق اختلاف ہے اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ وارث ہیں لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ وارث نہیں ہیں۔

اخنیانی بھائی

اس کی تین حالتیں ہیں

- (۱) اس کے لیے چھٹا حصہ ہے جبکہ وہ ایک ہو
- (۲) ان کے لیے تہائی حصہ ہے جبکہ وہ ایک سے زیادہ ہوں
- (۳) یہ محروم ہے۔ جبکہ میت کی اولاد باپ دادا یا ان میں سے کوئی ایک موجود ہو

خاوند

اس کی دو حالتیں ہیں

- (۱) اس کا نصف حصہ ہے جبکہ بیوی کی اولاد نہ ہو
- (۲) اس کا پچوٹھائی حصہ ہے جبکہ بیوی کی اولاد ہو

نوٹ (۱) اولاد موجودہ خاوند سے ہو یا پہلے کسی خاوند سے ہو

نوٹ (۲) اولاد سے مراد ذوی الارحام نواسے نواسیاں نہیں ہیں۔ بلکہ وارث اولاد ہے

اصحاب الفروض عورتیں سمٹھ ہیں

لے دادا کے ساتھ بھائی بہن ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ۔ ابن عباسؓ و دیگر کئی ایک صحابہ کا قول ہے کہ کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں۔ خلفاء ثلاثہ اور اکثر صحابہ اور تابعین کا قول ہے کہ دادا کی موجودگی عینی اور علاقہ بھائی بہن محروم نہیں۔

(۱) بیوی

اس کی دو حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا چوتھائی حصہ ہے جبکہ خاوند کی اولاد نہ ہو

(۲) اس کا آٹھواں حصہ ہے جبکہ خاوند کی اولاد ہو

نوٹ (۱) یہ اولاد خواہ کسی بیوی کی ہو

نوٹ ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو چوتھائی یا آٹھواں حصہ ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔

(۲) بیٹی

اس کی تین حالتیں ہیں

(۱) اس کا نصف حصہ ہے جبکہ وہ ایک ہو

(۲) ان کے لیے دو تہائی حصہ ہے جبکہ وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں

(۳) وہ عصبہ ہے جبکہ اس کے ساتھ بیٹا ہو ترکہ ان کے درمیان لنگر مثل حظ الانثیین کے اصول پر تقسیم ہوگا یعنی بیٹے کو دو بیٹیوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا۔

(۳) پوتی

پوتی مذکورہ تین حالتوں میں بیٹی کے قائم مقام ہے مزید اس کی تین حالتیں ہیں

(۱) پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہے جبکہ میت کی ایک بیٹی بھی ہو اس صورت میں بیٹی کا نصف حصہ ہے

(۲) پوتی محروم ہے جبکہ میت کا بیٹا ہو یا میت کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں

(۳) پوتی عصبہ ہے جبکہ اس کے ساتھ پوتا یا اس کے نیچے درج میں کوئی پڑوتا جو شرط یہ ہے کہ اس

پوتی کو ذی فرض ہونے کی حیثیت سے کچھ نہ ملا ہو

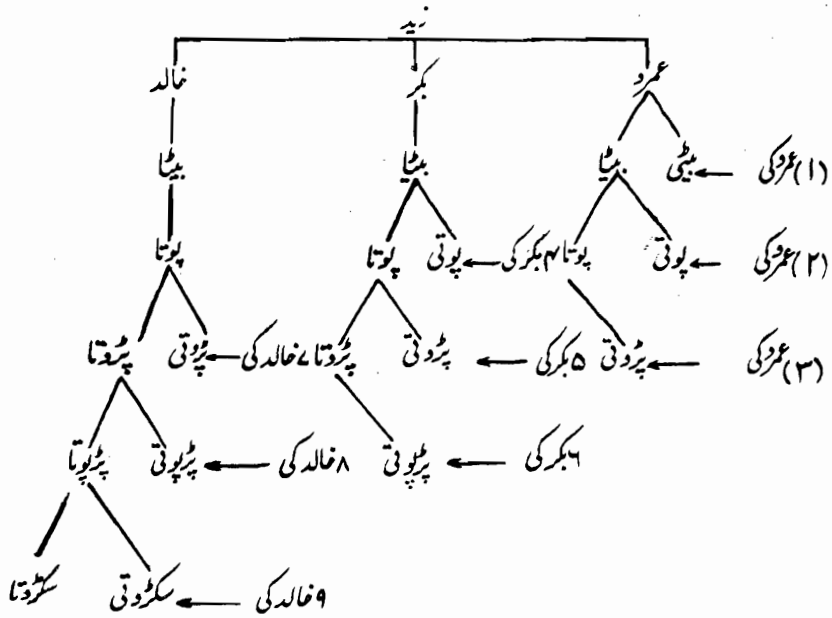
مسئلہ تشبیب

تشبیب کا معنی روشن کرنا ہے۔ اس مسئلہ سے پوتیوں کے مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی ہے

اس لیے اس مسئلہ کا نام مسئلہ تشبیب ہے۔

زید کے تین لڑکے عمرو، بکر، خالد ہیں زید مر گیا اس کی وارث لڑکیاں ہیں تین عمرو کی تین بکر کی اور تین خالد کی۔ لیکن یہ لڑکیاں ایک درجہ میں نہیں یعنی عمرو کی ایک بیٹی دوسری پوتی تیسری پڑوتی ہے۔ بکر کی ایک پوتی دوسری پڑوتی تیسری پڑوتی ہے خالد کی ایک پڑوتی دوسری پڑوتی تیسری سکڑوتی ہے۔

نقشہ تشبیب



عمرو کی بیٹی کے درجہ میں بکر اور خالد کی کوئی بیٹی نہیں۔ اس لیے زید کے ترکہ میں سے عمرو کی بیٹی کو نصف حصہ ملے گا۔

عمرو کی پوتی کے درجہ میں صرف بکر کی پوتی ہے ہر دو پوتیوں کو چھٹا ملے گا۔ باقی چھ محروم ہوں گی۔ اگر ان چھ لڑکیوں میں سے کسی کے درجہ میں یا اس سے نیچے کے درجہ میں کوئی لڑکا زندہ ہو تو وہ اپنے درجے اور اپنے سے اوپر والی لڑکیوں کو عصبہ بالغیر بنا دے گا بقایا ترکہ ان کے درمیان لکنڈ کر مثل حظ الانثیین

کے اصول پر تقسیم ہوگا۔

مثلاً بکر کا پڑوتا زائدہ ہوتا تو چھپیں سے تین لڑکیاں ایک بکر کی پڑوتی دوسری عمر و کی پڑوتی اور خالہ کی پڑوتی عصیبہ بالغ بن جاتیں۔

اگر خالہ کا پڑوتا زائدہ ہوتا تو خالہ کی پڑوتی۔ بکر کی پڑوتی اس لیے کہ یہ دونوں خالہ کے پڑپوتے کے درجہ میں ہیں اور تین مذکورہ بھی عصیبہ بن جاتیں اس لیے کہ وہ تینوں خالہ کے اوپر درجہ میں ہیں۔ البتہ خالہ کی سگڑوتی محروم ہوگی اس لیے کہ وہ خالہ کے پڑپوتے کے نیچے درجہ میں ہے شرط یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے ذمی فرض ہو کر حصہ نہ لیا ہو مثلاً عمر و کی اور زید کی پوتی نے اصحاب الفروض ہو کر چھٹا حصہ لیا ہے وہ عصیبہ بالغ بنیں گی۔

(۴) عینی بہن

عینی بہن وارث ہوگی۔ جبکہ میت کی اولاد نہ ہو اور نہ ہی باپ دادا میں سے کوئی جو علوہ انہیں عینی بہن کی چار حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا نصف حصہ ہے جبکہ وہ ایک ہو۔

(۲) ان کا دو تہائی حصہ ہے جبکہ وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں

(۳) وہ عصیبہ ہے جبکہ اس کے ساتھ اس کا عینی بھائی ہو یا میت کی صرف بیٹی۔ بیٹیاں۔ پوتی پوتیاں موجود ہوں۔

(۴) وہ محروم ہے جبکہ بیٹا۔ پوتا۔ باپ یا ان میں سے کوئی ایک موجود ہو اگر باپ کی بجائے دادا ہے۔ تو حضرت زید بن ثابت کے نزدیک عینی بھائی بہن وارث ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک محروم ہیں۔

(۵) علاقی بہن

علاقی بہن مذکورہ حالتوں میں عینی بہن کے قائم مقام ہے۔ علاوہ ازیں علاقی بہن کی مزید لے دادا کی موجودگی میں بہن محروم ہے یہ قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ بیٹا پوتا یا ان میں سے کسی ایک کی موجودگی میں بہن محروم ہوگی دادا کی موجودگی میں محروم نہیں ہوگی۔

تین حالتیں ہیں۔

(۱) اس کے لیے چھٹا حصہ ہے جبکہ اس کے ساتھ ایک عینی بہن ہو۔

(۲) علاقائی بہن عصبہ ہے جبکہ اس کے ساتھ علاقائی بھائی ہو یا اس کے ساتھ میت کی بیٹی بیٹیاں پوتی۔ پوتیاں ہوں۔

(۳) علاقائی بہن محرم ہے جبکہ میت کا باپ۔ بیٹا۔ پڑوتا نیچے تک کوئی موجود ہو اس کے ساتھ دادا ہو تو وہی اختلاف ہے جو عینی بہن کی حالت میں بیان ہو چکا ہے۔

(۶) اخیافی بہن

اس کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) اگر اکیلی ہے۔ تو اس کو ترکہ سے چھٹا حصہ ملے گا۔

(۲) اگر دو یا دو سے زیادہ ہیں خواہ بہنیں ہیں یا ان کے ساتھ بھائی ہیں تو ان سب کو ترکہ کی ایک تہائی ملے گی

(۳) میت کی اولاد ہو یا پوتے پوتیاں نیچے تک یا باپ دادا موجود ہو تو اخیافی بہن بھائی محرم ہیں

(۷) ماں

اس کی دو حالتیں ہیں۔

(۱) اس کا چھٹا حصہ ہے جبکہ میت کی اولاد ہو۔ یا میت کے ایک سے زیادہ عینی یا علاقائی

یا اخیافی یا مخلوط بھائی بہن ہوں

(۲) ماں کا باقی ترکہ کی تہائی ہے جب کہ وارث ماں باپ خاوند یا بیوی ہوں اس صورت

میں خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ترکہ کی تہائی حصہ ماں کا ہے اور باقی باپ کا۔

اگر باپ کی بجائے دادا ہو تو ماں کا حصہ تمام ترکہ کی تہائی ہے۔ امام ابو یوسف کا قول ہے

باپ ہو یا دادا ماں کے لیے باقی ترکہ کی تہائی حصہ ہے۔

(۸) نانی دادی

(۱) جدہ صحیح نانی ہو یا دادی اس کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے ایک ہو تو وہ اکیلی چھٹے حصہ کی وارث ہے۔ اگر زیادہ ہوں خواہ باپ کی طرف سے ہوں یا ایک ماں کی طرف سے اور ایک یا زیادہ باپ کی طرف سے تو یہی چھٹا حصہ ان کے درمیان بحدہ برابر تقسیم ہوگا۔ جب کہ وہ درجہ میں برابر ہوں۔

(۲) درجہ میں برابر نہ ہوں تو دور والی محروم ہوگی مثلاً دادی کی موجودگی میں پڑدادی اور پڑنانی محروم ہوگی اس طرح نانی کی موجودگی میں پڑنانی۔ پڑدادی دونوں محروم ہوں گی۔

(۳) ماں ہو تو نہ نانی وارث ہوگی نہ دادی

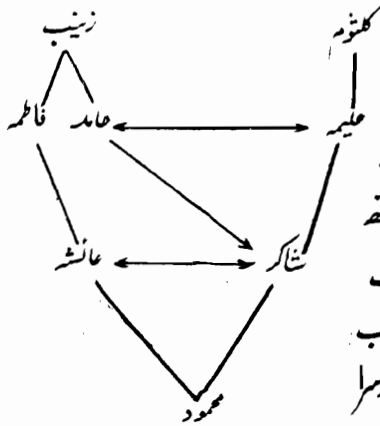
نوٹ۔ باپ کی موجودگی میں دادی پڑدادی وارث نہیں ہوگی۔ البتہ نانی باپ کی موجودگی میں وارث ہوگی۔ اس لیے کہ نانی کا رشتہ میت کے باپ کے واسطے سے نہیں حضرت عمرؓ۔ عبدالرحمن مسعودی ابو موسیٰ اشعری سے منقول ہے کہ دلدی بھی باپ کی موجودگی میں وارث ہے مگر یہ مذہب کمزور ہے ایک تو اصول مذکورہ کے خلاف ہے دوسری بات یہ ہے حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور زید بن ثابتؓ کا مذہب ہے کہ باپ کی موجودگی میں دادی وارث نہیں۔ اسی طرح دادے کی موجودگی میں پڑدادی سگڑدادی وارث نہیں ہوگی البتہ دادی اور دادی کی ماں اور ترکہ وارث ہوں گی اس لیے کہ دادی دادے کی بیوی ہے دادی کا رشتہ میت کے ساتھ دادے کے واسطے سے نہیں بلکہ باپ کے واسطے سے ہے۔

زیادہ قربت والی جدہ

جدہ جب ایک سے زیادہ ہوں ایک جدہ کا میت سے ایک رشتہ ہو اور دوسری کے دو یا زیادہ رشتے ہوں۔ اس صورت میں جو ان کو چھٹا حصہ ملے گا اس کی تقسیم میں ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو یوسف کا قول ہے کہ چھٹا حصہ ابدان پر تقسیم ہوگا یعنی جتنے افراد ہیں اتنے حصے ہوں گے امام محمدؓ اور امام غیرہم کا قول ہے کہ چھٹا حصہ جہات پر تقسیم ہوگا یعنی جتنے رشتے ہوں گے اتنے حصے ہوں گے

جس کے دو یا تین رشتے ہونگے اس کو اتنے جتنے جس کا ایک رشتہ ہوگا اس کو ایک حصہ ملے گا۔

نقشہ دو قرابت والی جدہ

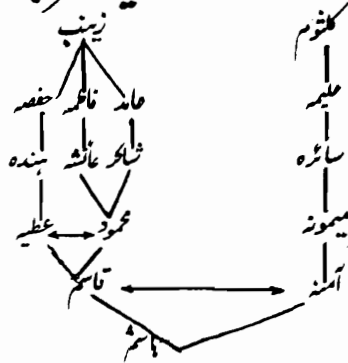


نقشہ سے ظاہر ہے کہ زینب کا محمود کے ساتھ دوسرا رشتہ ہے ایک رشتہ یہ ہے کہ وہ زینب کی نواسی کا بیٹا ہے دوسرا رشتہ یہ ہے کہ وہ زینب

کے پوتے کا بیٹا ہے۔ لیکن کھٹوم کا محمود کے ساتھ ایک رشتہ ہے کہ وہ صرف کھٹوم کے نواسے کا بیٹا ہے امام ابو یوسف کے نزدیک چھٹا حصہ کھٹوم اور زینب کے درمیان بھہرے برابر تقسیم ہوگا امام احمد اور امام محمد جہات کا اعتبار کرتے ہیں ان کے نزدیک چھٹے حصے میں سے دو حصے زینب کے لیے ہیں اور ایک حصہ کھٹوم کے لیے ہے۔

دو زیادہ قرابت والی جدہ

زینب کے ہاشم کے ساتھ تین رشتے ہیں ایک تو وہ زینب کے پوتے شاکر کا پڑوتا ہے دوسرے وہ زینب کی نواسی عايشہ کا پڑوتا ہے تیسرے وہ زینب کی نواسی ہندہ کے نواسے کا بیٹا ہے مگر کھٹوم کا ہاشم کے ساتھ رشتہ صرف ایک ہے



کہ وہ کلثوم کی نواسی سائرہ کی نواسی آمنہ کا بیٹا ہے
 امام ابو یوسف کے نزدیک چھٹا حصہ ابدان کے اعتبار سے کلثوم اور زینب کے درمیان
 بھصہ برابر تقسیم ہوگا امام احمد و نذہم ائمہ کے نزدیک چھٹے حصے کے چار حصے ہوں گے ایک حصہ کلثوم
 کا اور تین حصے زینب کے لیے ہیں

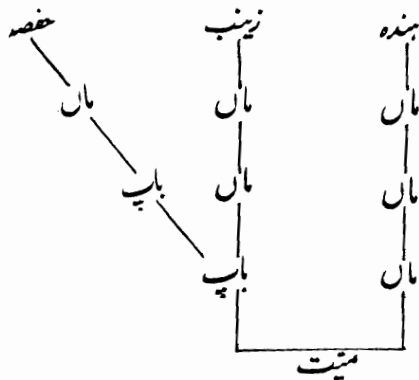
دوجہ کی وراثت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے

(۱) نانی پڑنانی اور پرتک

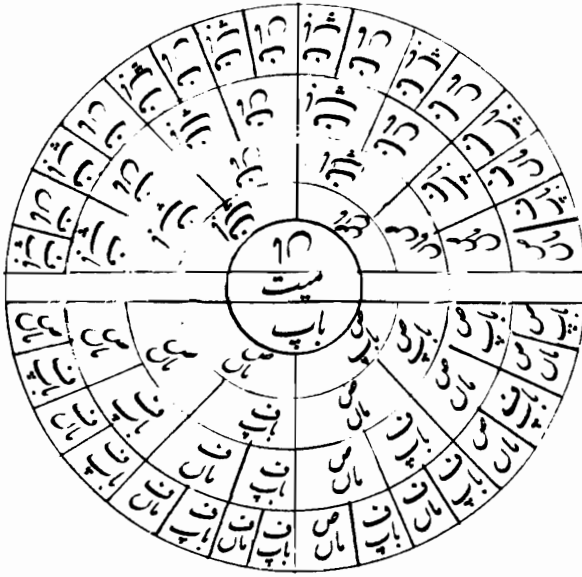
(۲) دادی پڑدادی اور پرتک

امام مالک کا قول ہے کہ مذکورہ ہر دوجہ کے سوا کوئی اور جہہ وراثت نہیں ہے
 امام احمد و تیسری جہہ یعنی داد کی ماں اور پرتک کو بھی وراثت شمار کرتے ہیں اور انہوں نے
 داد سے کے باپ کی ماں اور پرتک کو ذوی الارحام میں شمار کیا ہے۔ اگر تین جدات جمع ہو جائیں تو
 چھٹا حصہ ان کے درمیان بھصہ برابر تقسیم کیا جائے گا جبکہ وہ ایک درجہ میں ہوں۔

نقشہ حسب ذیل ہے



ہندہ ماں کی پڑنانی ہے زینب باپ کی پڑنانی ہے حصہ دادا کی: ننی ہے تینوں جدات
 کا درجہ ایک ہے ترکہ کا چھٹا حصہ ان کے درمیان بھصہ برابر تقسیم ہوگا



علامات
 ص - اس
 سے مراد جدمصح
 اور جدمصحیحہ ہے۔
 ف - اس
 سے مراد جدمفاسد
 اور جدمفاسدہ ہے۔

نقشہ اجداد وجدات

ماں کی طرف سے جہ			باپ کی طرف سے جہ		
تفصیل	تعداد	فاسدہ صحیحہ	تفصیل	تعداد	فاسدہ صحیحہ
پڑائی کی پڑائی	۸	۷	پڑاؤ کی پڑاؤ کی پڑائی داؤ کی ماں کی ماں داؤ کی ماں کی ماں	۸	۷
پڑائی کی ماں	۴	۳	داؤ کی پڑائی کی پڑائی داؤ کی پڑائی کی ماں	۴	۳
پڑائی	۲	۱	داؤ کی پڑائی کی ماں داؤ کی ماں	۲	۱
پڑائی	۱	۱	داؤ کی پڑائی کی ماں	۱	۱

نوٹ - امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ہر جہ صحت وراثت کی مستحق ہے۔

دوناممکن مسئلے

احناف کے نزدیک پانچویں پشت میں جد اور جدہ کو وراثت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اسی طرح مفقود الخیر کی مدت انتظار تمام سمعصروں کی موت کے وقوع کو ٹھہرایا گیا ہے۔ احناف کے بعض ائمہ نے ایک سو پندرہ برس اور بعض نے ایک سو پانچ برس اور بعض نے نوے برس کی مدت کا فتویٰ دیا ہے۔ اسی پر ان کا عمل ہے۔

ان ہر دو مسئلوں پر عمل ناممکن ہے بلکہ وہ العجوبہ روزگار ہیں۔ خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

مخارج الفروض

مخارج جمع ہے مخرج اس کا واحد ہے۔ مخرج سے وہ عدد مراد ہے جس میں سے وراثت کے حصے نکالے جاتے ہیں بشرعی حصص کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم

نصف اس کا مخرج دو ہے یعنی نصف حصہ نکالنا ہو تو دو مخرج ہے۔ ربع (چوتھائی) اس کا مخرج چار ہے۔ اس سے چوتھائی (¼) حصہ نکلتا ہے۔ ثمن (آٹھواں) اس کا مخرج آٹھ ہے اس سے آٹھواں (⅙) حصہ نکلتا ہے۔

دوسری قسم

سدس (چھٹا) اس کا مخرج چھ ہے۔ اس سے چھٹا (⅙) حصہ نکلتا ہے۔ ثلث (تہائی) اس کا مخرج تین ہے اس سے تہائی (⅓) حصہ نکلتا ہے۔ ثلثان (دو تہائی) اس کا مخرج تین ہے اس سے دو تہائی (⅔) حصہ نکلتا ہے۔

پہلی قسم میں سے نصف دوسری قسم کے تمام یا بعض حصہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج چھ
 اگر ربع یعنی چوتھائی دوسری قسم کے تمام یا بعض حصہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج بارہ ہے
 اگر شش یعنی آٹھواں دوسری قسم کے تمام یا بعض حصہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج چوبیس ہے۔
 کل مخرج سات ہیں۔ ۲-۲-۴-۸-۳-۶-۱۲-۲۴

عول

عول کا لغوی معنی تنگی ہے۔ بعض وقت درناہ کے حصص مخرج سے بڑھ جاتے ہیں۔
 مخرج تنگ ہو جاتا ہے۔ اس میں مناسب عدد کا اضافہ کر کے مخرج کو حصص کے برابر کرنے کا نام
 عول ہے۔ مثلاً وارث خاندان اور دو عینی بہنیں ہیں۔ خاندان کا نصف حصہ ہے دو عینی بہنوں کے لیے
 دو تہائی ہے مخرج چھ ہے اس میں سے نصف تین حصے خاندان کے لیے اور دو تہائی چار حصے دو عینی
 بہنوں کے لیے ہیں۔ کل سات حصے ہوئے مخرج چھ ہے جو حصص سے کم ہے اس میں ایک کا اضافہ
 کر کے مخرج کو حصص کے برابر کر دیا

رد

مخرج کے مطابق جو حصے کئے جاتے ہیں۔ اصحاب الفردض کو دینے کے بعد ان سے کچھ بچ
 جاتے ہیں۔ عصبہ کوئی نہیں رہتا۔ بچے ہوئے حصے خاندان یا بیوی کو چھوڑ کر بچہ اپنی اصحاب الفردض پر ان
 کے حصص کے تناسب سے رد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً وارث بیوی۔ بیٹی۔ پوتی ہے بیوی کا آٹھواں۔
 بیٹی کا نصف پوتی کا چھٹا حصہ ہے ان کا مخرج ۲۴ ہے بیوی کے تین حصے بیٹی کے بارہ حصے پوتی کے
 چار حصے کل ۱۹ حصے ہوئے باقی پانچ بچے جو بیوی کے سوا بیٹی اور پوتی کو ان کے حصص کے تناسب سے
 ان کو دے دینے گئے ان کے حصص ۱۲ اور چار میں ایک تین کی نسبت ہے لہذا پانچ کے چار حصص کر کے
 بیٹی کو تین حصے اور پوتی کو ایک حصہ دے دیا۔

نسبت کا بیان

نسبت چار قسم کی ہے (۱) تماثل (۲) نذافل (۳) تولاف (۴) تباہن

کوئی سے دو عدد ہوں ان کے درمیان ان چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضرور ہوگی
تماثل۔ اگر دو عدد مساوی ہیں۔ تو ان کے درمیان نسبت تماثل ہے مثلاً ۳ اور ۳، ۳ اور ۳
داخل۔ اگر ایک عدد دوسرے عدد کو پورا تقسیم کرتا ہے۔ تو وہ نسبت داخل ہے۔ مثلاً ۳

اور ۶ یا ۴ اور ۱۶

توافق۔ اگر ایک عدد دوسرے عدد کو پورا تقسیم نہیں کرتا۔ بلکہ تیسرا عدد ان کو پورا تقسیم کرتا ہے تو
ان کے درمیان نسبت توافق ہے۔ مثلاً ۶ اور ۸۔ ۹ اور ۱۲ کو دو اور تین علی الترتیب پورا پورا
تقسیم کرتے ہیں۔

تباہین۔ ہر دو عدد کے درمیان تماثل۔ داخل۔ توافق کی نسبت نہیں ہے تو پھر ان کے درمیان
تباہین کی نسبت ہے مثلاً ۲ اور ۵ یا ۷ اور ۹ ہے۔

صحیح کا بیان

بعض وقت ترکہ تقسیم کرتے وقت حصص میں کسر واقع ہو جاتی ہے۔ اس کو رفع کرنے کے لیے
مخرج یعنی اصل مسئلہ کو کسی مناسب عدد میں ضرب دینے کا نام تصحیح ہے۔ تصحیح کی سات صورتیں ہیں۔
۱۔ کاتعلق حصص اور روس سے ہے اور پ۔ کاتعلق روس کے پابین ہے۔

حصص اور روس کے درمیان تصحیح

اگر حصص کل فریق پر بلا کہ تقسیم ہو سکیں تو تصحیح کی ضرورت نہیں۔

مثال بلا تصحیح

دارت باپ ماں دو بیٹیاں ہیں۔ اس صورت میں باپ کا چھٹا ماں کا چھٹا دو بیٹیوں کا دو تہائی

حصص	بپ	ماں	دو بیٹیاں
۱	۱	۱	۱
۲	۱	۱	۱
۳	۱	۱	۱

مثلاً ۶

حصص بھی چھ ہیں تصحیح کی ضرورت نہیں۔

تصحیح مسئلہ

وراثت میں سے کسی فریق پر کسرو واقع ہوتی ہے حصص اور رؤس میں توافق کی نسبت ہے اس صورت میں رؤس کے عدد و فریق کو مخرج یعنی اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے جو حاصل آئے وہ تصحیح مسئلہ ہے

مثال

وارث دس بیٹیاں - ماں - باپ ہیں۔ بیٹیوں کے لیے دو تہائی چار حصے ماں کے لیے چھٹا یعنی ایک حصہ باپ کے لیے چھٹا ایک حصہ ہے مخرج ۶ ہے۔
بیٹیوں کے رؤس دس اور ان کے حصص چار میں کسرو واقع ہوئی ہے ہر دو میں توافق بال نصف کی نسبت رؤس کا عدد و فریق پانچ ہے اس کو اصل مسئلہ ۶ میں ضرب دی تو ۳۰ حاصل آئے جو مسئلہ کی تصحیح ہے۔

تصحیح مسئلہ ۳۰ حصص	مسئلہ ۵ - ۳۰		
	باپ	ماں	بیٹیاں ۱۰
	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{2}{3}$
	۱	۱	۲۰
	۵	۵	۲۰

اگر مسئلہ عول ہے تو عول سے ضرب دی جائے گی۔

مثال مسئلہ عول

وارث فاوند - بیٹیاں چھ - ماں - باپ ہیں اس صورت میں فاوند کے لیے چوتھائی بیٹیوں کے لیے دو تہائی ماں کے لیے چھٹا باپ کے لیے چھٹا حصہ ہے اصل مسئلہ بارہ ہے اس میں سے تین حصے فاوند کے لیے آٹھ حصے بیٹیوں کے لیے دو حصے ماں کے لیے اور دو حصے باپ کے لیے کل پندرہ حصے ہونے مخرج یعنی اصل مسئلہ ۱۲ ہے اس میں تین کا اضافہ کر کے اصل مسئلہ کو حصص کے برابر کر دیا۔

۱۲ مسئلہ ۳۱۵ × ۳۵

باپ	ماں	بیٹیاں	خاوند
$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{2}$
۲	۲	۸	۲
۶	۶	۲۴	۹

بیٹیوں کے رؤس اور حصص کے درمیان توافقاً بالنصف کی نسبت ہے رؤس کا توافق بالنصف تین ہے اس کو تصحیح مسئلہ ۱۵ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۵ مسئلہ کی تصحیح ہے۔

تصحیح مسئلہ
حصص
۲۵ ۲۵

ورثاء کے کسی ایک فریق اور ان کے حصص کے درمیان تباہین کی نسبت ہو تو رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہے۔

مثال نسبت تباہین

وارث پانچ بیٹیاں - ماں - باپ ہیں۔

مسئلہ ۵ × ۳۰

باپ	ماں	پانچ بیٹیاں
$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$
۱	۱	۲
۵	۵	۲۰

اس مسئلہ میں بیٹیوں کے عدد رؤس ۵ اور اصل مسئلہ میں نسبت تباہین کی ہے لہذا عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۰ مسئلہ کی تصحیح ہے۔

تصحیح مسئلہ کی تصحیح
حصص
۳۰ ۳۰

ورثاء کے ایک سے زیادہ فریق کے رؤس پر کسرواقع ہو۔ تو اس کی پیار صورتیں ہیں۔ (۱) ہر فریق کے عدد رؤس میں نسبت متماثل ہے تو کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے حاصل ضرب تصحیح مسئلہ ہے

مثال

وارث تین بیٹیاں - تین جدہ - تین چچا ہیں۔

مسئلہ ۳۰		
تین بیٹیاں	تین جدہ	تین چچا
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$	باقی
۲	۱	۱
۱۲	۳	۳

بیٹیوں - جدہ اور چچا تینوں فریق کے رؤس میں نسبت متماثل ہے لہذا ایک فریق کے عدد رؤس تین کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۸ تصحیح مسئلہ ہے

حصص

۱۸

تصحیح مسئلہ

۱۸

اگر ہر فریق کے عدد رؤس میں تدخول کی نسبت ہے تو تصحیح مسئلہ کے لیے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے۔

مثال

وارث چار بیویاں - تین جدہ - ۱ چچا ہیں۔

مسئلہ ۱۲ - ۱۲۳		
بیویاں ۴	جدہ ۳	چچا ۱
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{3}$	باقی
۴	۳	۱
۱۲	۱۲	۱۲

اس مسئلہ میں ہر فریق کے رؤس اور حصص پر کسرواقع ہوئی ہے لیکن ان کے رؤس میں تدخول کی

نسبت ہے بڑا عدد بارہ ہے اس لیے ۲ کو اصل مسئلہ ۱۲ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۴ مسئلہ کی تصحیح ہے

تصحیح مسئلہ - حصص

۱۲۴

۱۲۴

اگر فریق کے عددوں میں توافق کی نسبت ہے تو عدد توافق کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی۔

مثال

وارث چار بیویاں - اٹھارہ بیٹیاں - پندرہ جدہ ۶ چچا ہیں۔

مسئلہ ۱۸۰ × ۲۳۲

چچا	جدہ	بیٹیاں	بیویاں چار
۶	۱۵	۱۸	۱۸
باقی	$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{8}$
۱۸۰	۴۲۰	۲۸۸۰	۵۴۰

عددوں میں ۱۸ و ۱۵ و ۱۸۰ و ۶ ہیں۔

چچا اور اٹھارہ بیویاں میں توافق کی نسبت ہے بڑا عدد ۱۸ لے لیا ۱۵ اور ۱۸ میں توافق بالمثل ہے پندرہ کا عدد توافق ۵ ہے اس کو ۱۸ میں ضرب دی۔ تو حاصل ضرب ۹۰ ہوئے ۹۰ اور ۴ میں توافق بال نصف کی نسبت ہے ۹۰ کا توافق ۴ ہے اس کو چار میں ضرب دی حاصل ضرب ۱۸۰ ہوئے ۱۸۰ کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۴۳۲۰ سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

تصحیح مسئلہ - حصص

۴۳۲۰

۴۳۲۰

اگر ہر فریق کے عددوں میں تباہی کی نسبت ہو تو ہر فریق کے عددوں کو دوسرے فریق کے عددوں میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے حاصل ضرب ہی مسئلہ کی تصحیح ہے۔

مثال

وارث دو بیویاں پانچ بیٹیاں سات چچا ہیں

اس مسئلہ میں ہر فریق کے عددوں میں تباہی کی نسبت ہے اس لیے ہر فریق کے عددوں کو دوسرے کے عددوں میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۶۰ کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۶۸۰ مسئلہ کی تصحیح ہے

حصص	تصحیح مسئلہ	۱۶۸۰	۶۰ × ۲۴
۱۶۸۰	۱۶۸۰	۷ چھاپا	۲ بیویاں
		۱ بیٹی	۱
		۲۵	۲۱۰

تصحیح اور ترکہ

تصحیح اور ترکہ میں تباہی کی نسبت ہے تو تصحیح میں سے ہر وارث کے حصہ کو تمام ترکہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کیا جائے حاصل قسمت ہر وارث کا حصہ ہے۔

مثال

وارث دو بیٹیاں - ماں باپ ہیں ترکہ سات روپے ہے تصحیح مسئلہ چھ ہے تصحیح اور ترکہ میں تباہی کی نسبت ہے۔ تصحیح میں سے بیٹیوں کے لیے دو تہائی پانچ حصے ہیں ان کو سات میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۸ ہے اس کو تصحیح ۶ پر تقسیم کیا تو حاصل قسمت پانچ حصہ دو بیٹیوں کا ہے ماں کے حصہ کو سات میں ضرب دے کر حاصل ضرب سات کو تصحیح چھ پر تقسیم کیا تو حاصل قسمت پانچ حصہ ماں کا ہے اسی قاعدہ کے مطابق پانچ حصہ باپ کا ہے۔

تصحیح اور ترکہ میں توافق کی نسبت ہے تو وارث کے حصہ کو ترکہ کے عدد وفاق میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تصحیح کے عدد وفاق پر تقسیم کیا جائے حاصل قسمت وارث کا حصہ ہے

مثال

وارث دو بیٹیاں - ماں باپ ہیں ترکہ آٹھ روپے ہے اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح چھ ہے

تصحیح اور ترکہ میں توافقاً بالنصف کی نسبت ہے ترکہ کا عدد وفاق ۴ ہے دو بیٹیوں کا دو تہائی چار
ہتے ہیں ان کو ترکہ کے عدد وفاق چار میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۶ ہوئے ان کو تصحیح کے عدد وفاق
تین پر تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۱۵ بیٹیوں کا حصہ ہوا اسی قاعدہ کے مطابق ماں کو پہلے اور باپ کو بھی پہلے حصہ ملا

$$\frac{1}{4} + \frac{1}{4} + \frac{1}{4} = 8 \text{ روپے}$$

تخارج

تخارج باب تفاعل کی مصدر سے مخلو ہونے سے تخارج الشراہ یعنی شہ کا، نے آپس میں تقسیم کر لیا۔
علم وراثت کی اصطلاح میں باجمعی مصالحت سے کسی وارث کا ترکہ میں سے کوئی معین شہ
لے کر اپنے حصہ سے دست بردار ہونا۔ اس کا نام تخارج ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تصحیح میں سے
اس کا حصہ نکال دیا جائے باقی ترکہ کو دوسرے ورثاء پر ان کے حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

مثال (۱)

وارث خاوند۔ ماں اور چچا ہے۔ خاوند کا نصف ماں کا تہائی اور باقی چچا کا ہے مسئلہ کی
تصحیح ۶ ہے ترکہ بھی ۶ روپے ہے۔ تصحیح میں سے خاوند کے تین حصے ماں کے دو حصے اور چچا کے لیے
ایک حصہ ہے۔ خاوند کے حصہ کو تصحیح سے خارج کر دیا اور ترکہ کو ماں اور چچا پر ان کے حصص کے مطابق
تقسیم کر دیا ہے۔ یعنی ترکہ میں سے ماں کو دو حصے یعنی چار روپے اور چچا کو ایک حصہ یعنی دو روپے دیدیے

تخارج سے پہلے تقسیم کی صورت	تخارج سے بعد تقسیم کی صورت
مسئلہ	مسئلہ

خاوند	ماں	چچا	خاوند	ماں	چچا
$\frac{1}{2}$ روپے	$\frac{1}{2}$ روپے	۲ روپے	$\frac{1}{2}$ روپے	$\frac{1}{2}$ روپے	۲ روپے
		x			

نوٹ۔ خاوند کو ورثاء میں شامل کر کے مسئلہ کی جو تصحیح ہوتی ہے خاوند کو خارج کر کے
بھی اسی تصحیح کا اعتبار ہوگا اس تصحیح میں سے ورثاء کو ملنے والے حصص کے مطابق ان پر
ترکہ تقسیم ہوگا جیسا کہ اوپر کی مثال سے ظاہر ہے۔

مثال ۲

وارث بیوی اور چار بیٹے ہیں اس صورت میں بیوی کا آٹھواں حصہ باقی سات چار بیٹوں کے لیے ہیں۔

مسئلہ	
بیوی	چار بیٹے
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{2}$

چونکہ رُوس اور ان کے حصص کے درمیان نسبت تباین ہے۔ اس لیے رُوس کو اصل مسئلہ سے ضرب دی۔ حاصل ضرب ۳۲ صحیح مسئلہ ہے اس میں سے بیوی کے لئے چار حصے اور بیٹوں کے لئے ۲۸ حصے ہیں۔ ایک بیٹا معین ثلث لے کر اپنے حصہ سے دستبردار ہو گیا تو اب ماں کے لئے چار حصے اور تین بیٹوں کے لئے اکیس حصے کل بچپس حصے ہوئے۔ اب ترکہ کے بتیس حصے کی بجائے بچپس حصے ہوں گے۔ ان میں سے چار ماں کے لئے اور سات سات حصے ہر بیٹے کے لئے ہیں۔ تخارج سے پہلے بتیس میں سے چار حصے ماں کے لئے تھے۔ اب بچپس میں سے چار ماں کے لئے اور ہر بیٹے کے لئے سات حصے ہیں۔

موانع کا بیان

موانع جمع ہے اس کا مفرد مانع ہے اس کا لغوی معنی دواشیاء کے درمیان حائل ہونا علم وراثت کی اصطلاح میں مانع وہ رکاوٹ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے وارث اپنے ملنے والا حصہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ موانع تین ہیں۔

(۱) غلامی (۲) قتل (۳) اختلاف دین

(۱) غلامی غلامی خاص ہو یا ناقص ہر شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت غلامی کے باعث نہ کسی کا وارث ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہے جو مال اس کے پاس ہے وہ اس کا آقا کے لئے ہے۔

غلامی ناقص اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ مکاتب۔ مدبر۔ ام الولد۔ موصی بعین معلق عتق

(۱) مکاتب آقا نے اپنے غلام سے مکاتبہ کر لیا ہے کہ اتنا مال ادا کرنے پر تم آزاد ہو

(۲) مدبر آقا نے غلام کو کہا ہے کہ میری وفات کے بعد تم آزاد ہو۔

(۳) ام الولد وہ لونڈی ہے جس کے بطن سے آقا کا بچہ پیدا ہوا ہے۔

(۴) موصی بعین آقا نے غلام کے لیے آزاد ہونے کی وصیت کی ہے۔

(۵) معلق بعین بصفۃ آقا نے غلام کو کہا ہے کہ فلاں صفت تم میں ہوئی تو تم آزاد ہو۔

(۲) قتل - قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوگا۔ جب کہ قتل ایسا ہو کہ اس سے قصاص واجب

ہو جیسے قتل عمد ہے یا دیت لازم آتی ہو جیسے قتل خطا، یا کفارہ دینا پڑتا ہو جیسے ایک شخص

دو متحارب فوجوں کے درمیان کھڑا ہے حربی سمجھ کر اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔

(۳) اختلاف دین - مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

نوٹ - دو مسئلے ہیں کہ ان میں اختلاف دین مانع وراثت نہیں۔

۱۰ - مسلمان آقا نے اپنے کافر غلام کو آزاد کر دیا۔ اس سے آقا اور غلام کے درمیان ولاء کا تعلق

پیدا ہو گیا ہے اس ولاء کی بنا پر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ یہ حنا بلکہ کاغذ بہت

جو عمل نظر ہے۔

(۲) تقسیم ترکہ سے پہلے ایک شخص مشرف بہ اسلام ہوا ہے۔ ترغیب اسلام کی بنا پر اس کو وارث

بنایا جائے گا۔

(۴) اختلاف دارین احناف کے نزدیک اختلاف دارین بھی مانع وراثت ہے خواہ وارث

اور مورث ہر دو کافر ہوں یا دارالہرب کا باشندہ اسلام قبول کر کے دارالہرب میں وفات

پا جائے تو دارالسلام میں رہنے والے مسلمان اس کے وارث نہیں ہوں گے ائمہ ثلاثہ کے

ز نزدیک اختلاف دارین مانع وراثت نہیں ہے۔

حجب کلبیان

حجب کا لغوی معنی رکاوٹ اور پردہ ہے۔ علم وراثت کی اصطلاح میں حجب سے مراد میت

کے وراثہ کا آپس میں ایک دوسرے کے لیے رکاوٹ بن کر ایک کا دوسرے کو وراثت سے محروم کرنا ہے یا حصہ میں کمی کا باعث بننا ہے پہلی صورت جو محرومی کی ہے اس کا نام حجب حرمان ہے۔ اور جو کمی کی صورت ہے اس کا نام حجب نقصان ہے حجب نقصان صرف پانچ شخصوں کے لیے ہے۔ خاوند (۲) بیوی (۳) ماں (۴) پوتی (۵) علاتی بہن۔

حجب حرمان اس کی بنا دو قاعدوں پر ہے۔

(۱) جس شخص کا تعلق میت کے ساتھ کسی واسطے سے ہو اس واسطے کی موجودگی میں وہ شخص وارث نہیں ہوگا۔ شرط یہ ہے کہ واسطے عصبہ ہو یا دونوں کے وارث ہونے کا سبب ایک ہو۔ مثلاً میت کا بیٹا اور ایک پوتا ہے بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ پوتے کا میت سے تعلق بیٹے کے واسطے سے ہے واسطے موجود ہے پوتا وارث نہیں ہوگا۔

سبب ایک ہونے کی مثال | میت کے ساتھ نانی کا تعلق ماں کے واسطے سے ہے ماں عصبہ نہیں ہے لیکن ماں اور نانی کے وارث ہونے کا سبب ایک امومت (ماں ہونا) ہے اس لیے ماں کی موجودگی میں نانی محروم ہوگی۔

نوٹ۔ اگر واسطے عصبہ نہ ہو اور نہ ہی سبب ایک ہو تو ایسا واسطے محرومی کا باعث نہیں ہوگا۔
قاعدہ ۲ اقرب فالقرب ہے یعنی جو میت کے رشتہ میں زیادہ قریب ہے وہ وارث ہوگا اور البعد وارث نہیں ہوگا۔

خواہ ان کی وراثت کا سبب ایک ہو یا ایک نہ ہو

سبب ایک ہونے کی مثال | بیٹا پوتے کی نسبت میت کے زیادہ قریب ہے ہر دو کا سبب ایک بنوہ ہونا ہے اس لیے بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہوگا۔

سبب ایک نہ ہونے کی مثال | وارث بیٹا اور بھائی ہیں بیٹے کا سبب بنوہ (بیٹا ہونا) ہے اور بھائی کا سبب اخوہ (بھائی ہونا) ہے بھائی کی نسبت بیٹا میت کے زیادہ قریب ہے بیٹا وارث ہوگا بھائی وارث نہیں ہوگا۔

نوٹ۔ جو شخص وراثت کا اہل نہیں مثلاً کافر۔ میت کا قاتل۔ میت کا غلام یہ حجب حرمان کا سبب

نہیں ہوگا۔ مثلاً بیٹا کافر ہے اس کی موجودگی میں پوتا یا اخیانی بہن بھائی محروم نہیں ہوں گے۔ اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے حاجب نقصان ہونے میں اختلاف ہے جمہور ائمہ کا مذہب ہے کہ وہ حاجب نقصان نہیں لیکن عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ وہ حاجب نقصان ہے مثلاً بیٹا کافر ہو تو ماں کا تہائی حصہ کی بجائے چھٹا حصہ ہوگا اور خاوند کا نصف کی بجائے چوتھا ہوگا مگر کافر بیٹا خود وارث نہیں ہوگا۔

مَقَا سَمَةُ الْجَدِّ كَابِيَان

مقاسمۃ باب مفاعلہ کی مصدر ہے اس کا لغوی معنی ”آپس میں تقسیم کرنا“ ہے۔ علم وراثت کی اصطلاح میں دادا اور بھائی بہنوں کی باہمی تقسیم کو مقاسمۃ الجدد کہا جاتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور دیگر بعض صحابہؓ فرماتے ہیں کہ دادا کی موجودگی میں عینی یا علاتی بہن بھائی محروم ہیں یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

حضرت زید بن ثابت اور بعض صحابہؓ کا مذہب ہے کہ دادا کی موجودگی میں عینی یا علاتی بہن بھائی وارث ہیں۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ امام محمدؒ امام ابو یوسفؒ کا بھی یہی قول ہے۔

طَرِيقَةُ تَقْسِيمِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دادا بھائیوں کے ساتھ ایک بھائی شمار ہو کر حصہ لے گا یہ روایت مشہور نہیں مشہور روایت یہ ہے کہ دادا کو چھٹا حصہ سے کم کسی صورت میں نہیں ملے گا۔ اگر عیش آمدہ مسئلہ میں اصحاب الفروض اور بھی ہوں مقررہ حصہ ان کو دینے کے بعد اگر صرف چھٹا حصہ بچے تو وہ دادا کو دیا جائے گا۔ بھائی بہن محروم ہوں گے

مثال

وارث خاوند۔ ماں۔ دادا اور عینی یا علاتی بھائی بہن ہیں۔ تو تقسیم کی صورت یہ ہے

مسئلہ

خاوند $\frac{1}{3}$ ماں $\frac{1}{4}$ دادا $\frac{1}{6}$ عینی یا علاقائی بھائی $\frac{1}{6}$ محروم

اگر اصحاب الفروض کو ان کے مقررہ حصے دینے کے بعد چھٹا حصہ سے کم بچے تو دادا کا چھٹا حصہ بطریق عول پورا کیا جائے گا۔ بھائی بن محروم ہوں گے۔

مثال

وارث خاوند - بیٹی - ماں - دادا - عینی یا علاقائی بھائی بہن ہیں۔

مسئلہ ۱ + ۱۳

خاوند $\frac{1}{3}$ بیٹی $\frac{1}{3}$ ماں $\frac{1}{6}$ دادا $\frac{1}{6}$ عینی یا علاقائی بھائی بہن $\frac{1}{6}$ محروم

مقاسمہ کی صورت اس وقت اختیار کی جائے گی اگر اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد ترکہ بچے شرط یہ ہے کہ دادا کو چھٹا حصہ سے کم نہ ملے۔ اگر کم ملتا ہو تو پھر دادا کو چھٹا حصہ دے کر باقی ترکہ بھائی بہنوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

حضرت زید بن ثابت کا موقف

(۱) اگر صرف دادا اور بھائی بہن وارث ہوں تو مقاسمہ اور تمام ترکہ کی تہائی ان دو صورتوں میں سے دادا کے لیے جو نسی صورت بہتر ہو وہ اختیار کی جائے گی۔

مثال دادا اور ایک بھائی جو تو اس صورت میں دادا کے لیے مقاسمہ بہتر ہے اس لیے کہ دادا کے لیے نصف حصہ ہے۔

وارث دادا اور تین بھائی ہوں تو پھر دادا کے لیے کل ترکہ کی تہائی بہتر ہے اس لیے کہ مقاسمہ میں دادا کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔

(۲) دادا اور بھائی بہنوں کے ساتھ اصحاب الفروض بھی ہوں۔ اصحاب الفروض کو ان کا مقررہ حصہ دینے کے بعد کچھ بچے اگر چھٹا حصہ سے زیادہ بچے تو ایسی حالت میں دادا کے لیے تقاسمہ باقی ترکہ کی تہائی۔ کل ترکہ کا چھٹا حصہ تینوں میں سے دادا کے لیے جو صورت بہتر ہو وہ اختیار کی جائے

مثال - وارث خاوند - دادا - بھائی ہیں۔ اس صورت میں تقاسمہ بہتر ہے اس لیے کہ دادا کو کل ترکہ کی چوتھائی حصہ ملتا ہے۔

مثال ۲ وارث ماں - دادا - پانچ بہنیں ہوں تو اس صورت میں باقی کی تہائی دادا کے لیے بہتر ہے

وارث خاوند - ماں - دادا اور دو بھائی ہوں تو اس صورت میں دادا کے لیے کل ترکہ کا چھٹا حصہ بہتر ہے۔

(۳) دادا اور بھائیوں کے ساتھ اور کوئی اصحاب الفروض میں سے ہو تو اصحاب الفروض کو ان کا مقررہ حصہ دینے کے بعد چھٹا حصہ بچتا ہے تو اس صورت میں دادا کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ بھائی بہن محروم ہوں گے۔

اگر اصحاب الفروض کو ان کا حصہ دینے سے ترکہ چھٹا حصہ سے کم بچے تو دادا کا حصہ عول کے طریق پر پورا کیا جائے گا۔ بہن بھائی محروم ہوں گے۔

مسئلہ الدرہ

وارث خاوند - ماں - دادا عینی یا علاتی بہن - اس صورت میں خاوند - ماں کو ان کے حصے دے کر چھٹا حصہ بچتا ہے وہ دادا کے لیے ہے عینی یا علاتی بہن محروم ہے۔ مگر زید بن ثابت مسئلہ کی اس صورت میں وہ عینی یا علاتی بہن کو حصہ دیتے ہیں۔

مسئلہ ۹

خاوند	-	ماں	-	دادا	-	عینی یا علاتی بہن
$\frac{1}{4}$		$\frac{1}{4}$		$\frac{1}{6}$		$\frac{1}{4}$
$\frac{1}{4}$		$\frac{1}{4}$		$\frac{1}{6}$		$\frac{1}{4}$

تقسیم کی یہ صورت زید بن ثابت کے مذہب کے خلاف ہے ان کے مذہب پر بہن محروم رہتی چاہیے تھی۔ مگر انہوں نے مسئلہ کی اس صورت میں بہن کو بھی حصہ دیا ہے۔ گویا کہ یہ مسئلہ حضرت زیدؓ پر مکدر ہو گیا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ کا نام اکدریہ ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس مسئلہ کا نام اکدریہ اس لیے ہے کہ سائل کا نام اکدر تھا۔

مناسخہ

باب مفاعلہ کی مصدر ہے مادہ نسخ ہے اس کا معنی نعل اور تحویل ہے بظلم وراثت کی اصطلاح میں تقسیم سے پہلے بعض حصص کا میراث بن جانے کا نام مناسخہ ہے۔ مثلاً فاطمہ وفات پاگئی۔ اس کے وارث خاوند زید بیٹی حلیمہ ماں عظمیٰ ہے۔ ترکہ تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ زید فوت ہو گیا۔ اس کے وارث ایک بیوی ماں۔ باپ ہیں تقسیم ترکہ سے قبل بیٹی حلیمہ وفات پاگئی۔ اس کے وارث نانی عظمیٰ دو بیٹے ایک بیٹی ہے۔ ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ نانی مگرئی اس کے وارث خاوند اور دو بھائی ہیں۔ یہ چار بطن ہوئے ان میں تقسیم ترکہ کی صورت یہ ہے کہ میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔

میتِ اول

فاطمہ

$$۴ \times ۴ = ۱۶ \quad ۲ \times ۳۲ = ۶۴ \quad ۳ \times ۱۲۸ = ۳۸۴$$

ماں عظمیٰ ۳	بیٹی حلیمہ ۶	خاوند زید ۴
-------------------	--------------------	-------------------

مسئلہ رویہ ہے خاوند کے اقل مخرج ۴ سے مسئلہ بنا اس میں سے ایک حصہ خاوند کے لئے اور تین حصے بیٹی اور ماں کے لئے ہیں۔ بیٹی کا نصف تین حصے اور ماں کا چھٹا ایک حصہ ہے کل چار حصے ہوئے ۳ اور ۴ میں تباہی کی نسبت ہے اس لئے کہ کو مخرج چار میں ضرب دی حاصل ضرب ۱۶ سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔ خاوند کے لئے چار حصے باقی ۱۲ حصے بچے ان میں سے نو حصے بیٹی کے لئے اور تین حصے ماں کے لئے ہیں۔ پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔

میت ثانی

زید

مسئلہ ۲۲ × ۲ × ۲۲		
باب	مال	بیوی
عمرف	ہندہ	تریم
۲	۱	۱
۴	۲	۲
۱۶	۸	

اس صورت میں مخرج ۲ ہے بیوی کے لئے چوتھائی ایک حصہ ہے۔ باقی ۳ میں سے تہائی ایک حصہ مال کے لئے باقی دو حصے باپ کے لئے ہیں۔ مخرج اور حصص میں مماثل کی نسبت ہے۔ در ثانی پر حصص پورے پورے تقسیم ہو گئے کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

میت ثالث

علیہ

مافی الیہ ۲ × ۹ × ۱۸			
نانی	بیٹا	بیٹا	بیٹی
عظمیٰ	سلطان	حسان	حفصہ
۱	۵	باقی	۱
۲	۲	۲	۱۲
۶	۶	۶	

مسئلہ اور مافی الیہ میں نسبت توافق بالثلث کی ہے مسئلہ کے عدد توافق ۱۸ کو میت اول کے مسئلہ ۱۶ کو ضرب دی حاصل ضرب ۳۲ سے ہر دو مسئلوں کی تصحیح ہوئی مافی الیہ کے توافق بالثلث عدد تین کو ہر حصص کے ضرب دی تو بیٹی کے لئے ۳ ہر بیٹے کے لئے ۶-۶ نانی کے لئے ۳ حصے ہیں۔

میت رابع

مافی الیہ ۲ × ۹		
عظمیٰ	بھائی	مسئلہ ۴
بھائی	حماد	خاند
۱	۱	عمرف
		۱
		۱۸

ب
تے
ح
کے

مخرج ۴ اور مافی الید میں نسبت تباین کی ہے۔ اس لئے مافی الید میں مخرج کو ضرب دی۔
تو حاصل ضرب ۳۶ سے تصحیح ہوئی۔ عمود کو ۱۸ حصے عماد کو ۹ حصے نصیب کو ۹ حصے ملے۔

الاحیاء

یرم بندہ عمرو حفصہ حان سلمان عمرو حماد نجیب
۸ ۱۶ ۱۲ ۲۲ ۲۴ ۱۸ ۹ ۹

قلعہ ۵ یہ بے کمیت اول کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے اور تصحیح میں سے اس کے ہر وارث کو
اس کا حصہ دیا جائے۔ پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے۔ اس کی تین حالتوں میں سے
ایک حالت ہوگی۔ متماثل یا توافق یا تباین۔

(۱) تصحیح اول میں سے تصحیح ثانی کی میت کو جو (مافی الید) ملا ہے۔ اس کے اور تصحیح ثانی کے درمیان
تماثل کی نسبت ہے۔ مافی الید و رشاہ پر پورا پورا ہو گیا ہے تو کسی ضرب کی ضرورت نہیں۔

(۲) اگر تصحیح اول سے تصحیح ثانی کی میت کو جو مافی الید ملا ہے وہ پورا پورا تقسیم نہیں ہوا۔ تو دیکھا جائے
کہ تصحیح اول اور تصحیح ثانی میں نسبت کیلئے ہے؟ اگر توافق کی نسبت ہے تو تصحیح ثانی کے عدد وفق کو

تصحیح اول میں ضرب دی جائے۔

(۳) اگر تباین کی نسبت ہے تو مکمل تصحیح کو تصحیح اول میں ضرب دی جائے حاصل ضرب ہر دو مسئلوں
کی تصحیح ہے۔

وارث کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ میت اول کے ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کے لئے اس کے
تصحیح اول سے ملے ہوئے حصہ کو مضروب یعنی تصحیح ثانی میں یا اس کے وفق میں ضرب دی جائے
حاصل ضرب اس کا حصہ ہے۔

میت ثانی کے وارث کو جو تصحیح ثانی سے حصہ ملا ہے اس کو مافی الید میں یا توافق کی نسبت
ہے تو اس کے عدد وفق کو ضرب دی جائے حاصل ضرب وارث کا حصہ ہے۔ اگر تیسرا یا چوتھا یا پانچواں
شخص مر جائے تو ثانی کی حاصل ضرب کو جس سے مسئلہ اولیٰ کی تصحیح ہوئی ہے اس کو پہلی جگہ تیسرے کو دوسری
کی جگہ رکھ کر دستور عمل کیا جائے اسی طرح چوتھے پانچویں لایم تک مل کیا جائے

ذوی الارحام کا بیان

ارحام جمع ہے۔ واحد رحم ہے۔ رحم کا معنی رشتہ داری ہے۔ ذوی الارحام سے وہ رشتہ دار مراد ہیں جو اصحاب الفروض اور عصبہ کے علاوہ ہیں۔

ان کی چار قسمیں ہیں

پہلی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً

(ا) بیٹی کی اولاد نیچے تک نذر ہو یا مؤنث۔

(ب) پوتی کی اولاد نیچے تک نذر ہو یا مؤنث۔

دوسری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جن کی طرف میت منسوب ہے۔

(ا) جد فاسد یعنی نانا پڑنا نانا دادی کا باپ وغیرہ۔

(ب) جد فاسد یعنی نانا کی ماں، پڑنا نانا کی ماں۔ دادی کے باپ کی ماں۔

تیسری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے ماں باپ کی طرف منسوب ہیں۔

(ا) بہن کی اولاد نیچے تک۔ نذر ہو یا مؤنث۔

(ب) بھتیجی اور اس کی اولاد نیچے تک۔ نذر ہو یا مؤنث۔

(ج) اخیانی بھائی بہنوں کی اولاد نیچے تک۔ نذر ہو یا مؤنث۔

چوتھی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے نانا۔ دادا کی طرف منسوب ہیں۔

(ا) پھوپھی اور اس کی اولاد نیچے تک نذر ہو یا مؤنث۔

(ب) بھتیجی اور اس کی اولاد نیچے تک نذر ہو یا مؤنث

(ج) چچا کی بیٹی اور اس کی اولاد نیچے تک نذر ہو یا مؤنث

(د) اخیانی چچا اور اس کی اولاد نیچے تک نذر ہو یا مؤنث

ذوی الارحام میں تقسیم ترکہ کی صورت

ذوی الارحام میں تقسیم ترکہ کی صورت میں تین مذہب پائے جاتے ہیں۔

(۱) اہل رحم ہے۔ ان کا قول ہے کہ وراثت کی وجہ اہل رحم ہونا ہے اس لیے مرد ہو یا عورت رشتہ قریب ہو یا بعید سب میں ترکہ برابر تقسیم ہو گا یہ مذہب شاذ ہے اور متروک ہے
(۲) اہل تنزیل ہے ان کے نزدیک ذوی الارحام خود وارث نہیں بلکہ اپنے اصل وارث کی وجہ سے وارث ہیں۔ اس لیے ان کو اپنے اصلی وارث کا حصہ دیا جائے گا۔ جمہور اس کے قائل ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔

(۳) اہل قرابت ہے ان کے نزدیک قرب و بعد کا لحاظ ہے یعنی جو میت کے زیادہ قریب ہے۔ وہ وارث ہو گا یا امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

ابن سماء نے محمد بن یحییٰ کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ذوی الارحام کی پہلی قسم میت کے زیادہ قریب ہے۔ پھر دوسری اس کے بعد تیسری پھر چوتھی قسم ہے اور احناف کے نزدیک یہی قول مانا جاتا ہے
اس قول کی دوسری پہلی قسم وارث ہوگی وہ نہ ہو تو دوسری قسم وہ نہ ہو تو تیسری قسم وہ نہ ہو تو ذوی الارحام کی چوتھی قسم وارث ہوگی۔

ذوی الارحام کی پہلی قسم میں تقسیم ترکہ کی صورت

(۱) جو شخص رشتہ میں میت کے زیادہ قریب ہے وہ ترکہ کا مستحق ہے

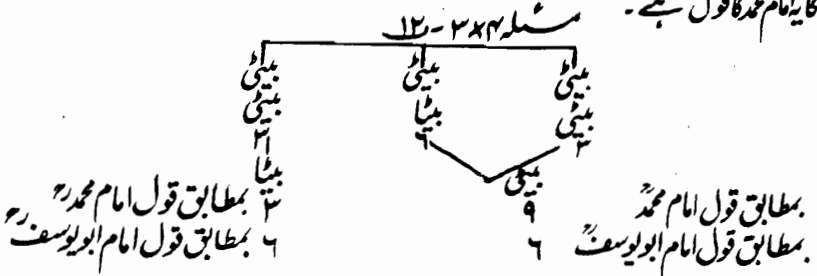
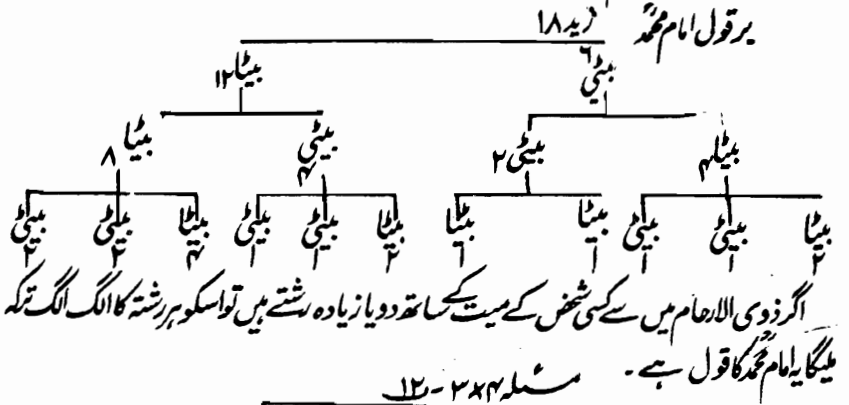
بیٹا
بیٹی
بیٹی
مخردوم

زید
بیٹی
بیٹی
کل

(۲۱) ذوی الارحام درجہ میں برابر ہیں۔ تو ان میں جو وارث کی اولاد ہے وہ ذوی الارحام کی اولاد کے مقابلہ میں ترکہ کی حقدار ہے مثلاً وارث پوتی کی بیٹی ونواسی کا بیٹا ہے تو پوتی کی بیٹی ولد الوارث ہے وہ وارث ہوگی نواسی کا بیٹا وارث نہ ہوگا اس لیے کہ ذوی الارحام کی اولاد ہے۔

بیٹا	زید
بیٹی	
بیٹی	
بیٹی	
وارث	
مخروم	

(۲۲) اگر درجہ میں برابر ہیں۔ ان میں ولد الوارث کوئی نہیں یا سب کے سب ولد الوارث ہیں اس صورت میں امام ابو یوسف اور امام محمد اہل ان کا اعتبار کرتے ہوئے ان کو ترکہ دیتے ہیں۔ جبکہ ان کے اصول مذکورہ منٹ ہونے میں متفق ہوں اگر مختلف ہیں تو امام ابو یوسف کے نزدیک اہل ان کا اعتبار ہے اور امام محمد اصول کی وراثت ان کے فروع کو دیتے ہیں۔ مثلاً



ذوی الارحام کی دوسری قسم

(۱) درجہ میں برابر نہ ہونے کی صورت میں رشتہ میں میت کے جو زیادہ قریب ہے مال کا وہ حقدار ہے مثلاً نانا اور دادی کا باپ دونوں میں سے نانا میت کے زیادہ قریب ہے وہ مال کا مستحق ہے۔

(۲) اگر درجہ میں برابر ہیں۔ تو میت کے ساتھ جس کا رشتہ وارث کے واسطے سے ہوگا وہ مال لے گا مثلاً نانی کا باپ اور نانا کا باپ دونوں میں سے نانی کا باپ مال کا حقدار ہے اس لیے کہ نانی کے باپ کا میت کے ساتھ تعلق وارث نانی کے واسطے سے ہے لیکن نانا کے باپ کا تعلق وارث کے واسطے سے نہیں ہے۔

(۳) اگر درجہ میں برابر ہیں۔ وہ سب کے سب وارث کے واسطے سے یا بغیر وارث کے واسطے کے میت تک پہنچتے ہیں۔ اور ان کی قرابت بھی ایک ہے۔ اس صورت میں تقسیم ابدان پر ہوگی اگر واسطوں کی صفات مختلف ہیں۔ تو جس لہن میں اختلاف ہے پہلے اس میں مال تقسیم ہوگا جیسکہ ذوی الارحام کی پہلی قسم میں بیان ہو چکا ہے۔

(۴) اگر قرابت میں اختلاف ہے تو باپ کی قرابت والے کو دو حصہ اور ماں کی قرابت والے کو ایک حصہ ملے گا۔

ذوی الارحام کی تیسری قسم

(۱) رشتہ میں میت کے جو شخص زیادہ قریب ہو وہ وارث ہے اگر قرب میں برابر ہیں۔ تو عصبہ کی اولاد ذوی الارحام کی اولاد سے مقدم ہے مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور بہن کا نواسا ان ہر دو میں سے بھتیجے کی بیٹی مقدم ہے اس لیے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے اگر دونوں اخیانی بھائی بہنوں کی اولاد ہیں۔ تو امام ابو یوسف کے نزدیک ابدان پر نہ کر دو مونس کے برابر اصول کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا امام محمد کے نزدیک اصول کا اعتبار ہوگا۔

امام ابو یوسفؒ

امام محمدؒ

اخیا فی بہن	اخیا فی بھائی	اخیا فی بہن	اخیا فی بھائی
بیٹی	بیٹا	بیٹی	بیٹا
بیٹا	بیٹی	بیٹا	بیٹی
۱	۱	۲	۱

اگر قربت میں برابر ہیں۔ اور ان میں عصبہ کی اولاد نہیں۔ یا سب عصبہ کی اولاد ہیں یا بعض عصبہ کی اولاد ہیں اور بعض اصحاب الغروض کی ان تمام صورتوں میں امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ شتر میں جو زیادہ قوی ہے وہ ترکہ کا متح ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک ترکہ تقسیم کرتے وقت ربع کے عدد کا اور اصول کی جہت کا اعتبار کیا جائے گا۔ صورت حسب ذیل ہے

مسئلہ ۹

اخیا فی بہن	اخیا فی بھائی	علائی بہن	عینی بہن	عینی بھائی
بیٹی	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
بیٹا	بیٹی	بیٹا	بیٹی	بیٹا
۱	۱	محرم	۱	۲

اس صورت میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سب عینی علائی اخیا فی بہن سے لے کر عینی وارث ہوں گے ان کی موجودگی میں علائی اور اخیا فی وارث نہیں ہوں گے مسئلہ پیش آمدہ میں عینی بھائی کی ایک بیٹی اور عینی بہن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے اس لیے مسئلہ کی نصیح چار سے ہوگی دو حصے بیٹے کے اور ایک حصہ بیٹی کے لیے ہے۔ باقی علائی اخیا فی محرم میں امام محمدؒ کا قول ہے کہ عینی اور علائی کی موجودگی میں اخیا فی بھی وارث ہوتے ہیں لہذا ترکہ سب میں تقسیم ہوگا البتہ ذریعہ میں اصول کی جہت کا اور اصول میں عدد ذریعہ کا اعتبار ہوگا۔ ان کے اس قول کے مطابق اخیا فی دو بہنیں اور اخیا فی بھائی ایک بہن کل تین بہنیں ہیں ان کے لیے تہائی حصہ ہے باقی دو تہائی حصہ ترکہ ہے جو عینی بھائی بہنوں کے لیے ہے علائی محرم میں اس لیے عینی کی موجودگی میں علائی محرم ہوتے ہیں۔ عینی مائی کی بیٹی جہت اصول کے اعتبار سے وہ ایک بیٹا ہے عینی بہن کا بیٹا اور بیٹی دو بیٹیاں ہیں۔ نصف حصہ عینی بھائی کی بیٹی کے لیے ہے جو بیٹے کے قائم مقام ہے اور نصف حصہ عینی بہن کے

ایک بیٹے اور ایک بیٹی کے لیے سے جو دو بیٹیوں کے قائم مقام ہیں ان کے درمیان ترکہ مذکر دو مونث کے برابر اصول کے مطابق تقسیم ہوگا مسئلہ کی تصحیح ۹ سے ہوگی۔

ذوی الارحام کی چوتھی قسم کا بیان

(۱) اگر قرابت صرف باپ کی طرف سے ہو مثلاً پھوپھی یا اور اخیانی چچے یا صرف ماں کی طرف سے مثلاً ماموں اور خالہ۔ اس صورت میں جس کی قرابت زیادہ قوی ہے وہ بالاتفاق ترکہ کا حقدار ہے یعنی علاقائی پر اور علاقائی اخیانی پر خواہ مرد ہو یا عورت مقدم ہے مثلاً عینی پھوپھی وہ علاقائی چچا پر مقدم ہے۔

(۲) اگر قرابت مختلف ہے کوئی باپ کی طرف سے ہے کوئی ماں کی طرف سے تو پھر قوت قرابت کا اعتبار نہیں مثلاً ایک عینی پھوپھی ہے دوسری اخیانی خالہ یا عینی خالہ اور اخیانی پھوپھی اس صورت میں ماں کی قرابت کی ایک تہائی خالہ کے لیے اور باپ کی قرابت کی دو تہائی حصہ پھوپھی کے لیے ہے۔

نوٹ۔ اخیانی چچا اور اخیانی پھوپھی یا اخیانی ماموں اور اخیانی خالہ ہو تو ان کے درمیان ترکہ مذکر دو مونث کے برابر اصول کے مطابق تقسیم ہوگا۔

امام احمد بن حنبلؒ

ذوی الارحام کی وراثت کے بارہ میں امام احمد بن حنبل کا مسلک اہل تنزیل ہے انہوں نے ذوی الارحام کے ہر فرد کو اس شخص کے قائم مقام رکھا ہے جس کی طرف نسبت ہے وہ میت کی طرف منسوب ہے۔ مثلاً بیٹیوں کی اولاد نیچے تک بیٹیوں کے درجہ میں ہیں زندہ ہونے کی صورت میں جس حصہ کی وہ مستحق تھیں۔ وہی حصہ ان ذوی الارحام کے لیے ہے جو ان کے درجہ میں ہیں۔

پوتوں کی اولاد نیچے تک پوتوں کے قائم مقام ہیں۔ چچوں کی بیٹیاں اور ان کے بیٹوں کی بیٹیوں کی اولاد چچوں کے درجہ میں ہیں۔ اخیانی بھائیوں کی اولاد باپوں کے قائم مقام ہیں ماموں

اور خالہ ماں کے قائم مقام ہیں۔ پھوپھی اور اخیانی چچا باپ کے قائم مقام ہے دادی کا باپ اور اس کے بھائی بہن دادی کے قائم مقام ہیں۔ نانی کا باپ اور اس کے بھائی بہن نانی کے قائم مقام ہیں۔ دادی کے باپ کی ماں دادی جیسی ہے۔

تنبیہ - ذوی الارحام اکیلا ہونے کی صورت میں تمام ماں کا وارث ہوگا۔

تنبیہ ۲ - جب ذوی الارحام کی ایک جماعت ایک وارث کے واسطے سے میت تک پہنچتی ہو، اور سب کا درجہ بھی ایک ہو تو تقسیم کے وقت مذکورہ وارث میں کوئی فرق نہیں ہوگا

مثال - وارث بھانجا اور بھانجی ہے یا وارث نواسا اور نواسی ہے یا وارث ماموں اور خالہ ہے ان سب صورتوں میں ترکہ ان کے درمیان بھجہ برابر تقسیم ہوگا۔

مثال ۲ - وارث تین خالہ متفرق ہیں ایک عینی دوسری علاقائی تیسری اخیانی ہے اور تین پھوپھیاں متفرق ہیں ایک عینی دوسری علاقائی تیسری اخیانی ہے۔ اس صورت میں خالات کا ایک حصہ ہے

اس لیے کہ میت کے ساتھ ان کا تعلق ماں کے واسطے سے ہے پھوپھیوں کے لیے دو حصے ہیں اس لیے کہ میت کے ساتھ ان کا تعلق باپ کے واسطے سے ہے۔ خالات کے آپس میں اور

پھوپھیوں کے آپس میں درجات میں فرق ہے ایک عینی ہے دوسری علاقائی ہے تیسری اخیانی ہے عینی کے لیے دو حصے ایک ماں کی طرف سے اور ایک باپ کی طرف سے علاقائی کا ایک حصہ اور

اخیانی کا ایک حصہ ہے اصل مسئلہ تین ہے۔ رُوں پانچ ہیں تین اور پانچ میں تباہ کی نسبت ہے اس لیے رُوں کے عدد پانچ کو تین اصل مسئلہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب پندرہ کے

عدد سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی تین حصے عینی خالہ کے لیے ایک حصہ علاقائی اور ایک حصہ اخیانی خالہ کے لیے ہے اس طرح عینی پھوپھی کے لیے چھ حصہ علاقائی پھوپھی تین حصے اور اخیانی پھوپھی کے لیے

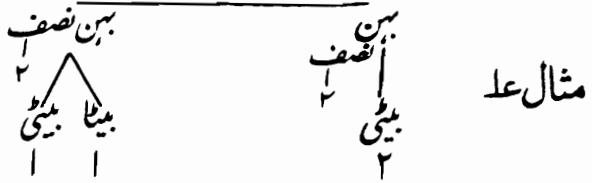
ایک حصہ ہے۔ مسئلہ ۵ × ۱۵ عینی خالہ علاقائی خالہ اخیانی خالہ عینی پھوپھی علاقائی پھوپھی اخیانی پھوپھی

مسئلہ تین خالو ہیں ایک عینی دوسرا علاقائی تیسرا اخیانی ہے
باقی ماں محروم چٹا حصہ

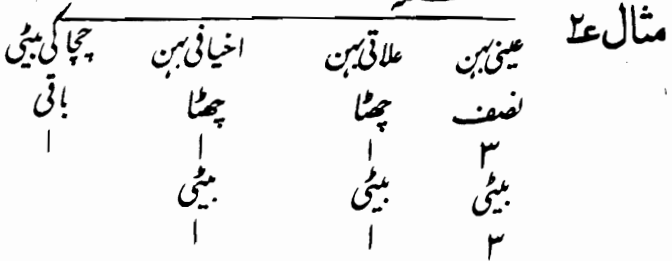
(مثال ۲) چچا کی تین بیٹیاں ہیں ایک عینی، دوسری علائی بہن اور تیسری اخیانی اس صورت میں عینی بیٹی کے لیے تمام مال سے وہ اپنے باپ کے قائم مقام ہے علائی اور اخیانی محروم ہیں۔ اس لیے کہ باپ کی موجودگی میں علائی اور اخیانی محروم رہتی ہیں۔

اگر ذوی الارحام کے درجات مختلف ہیں۔ اور جن کے واسطے سے وہ میت تک پہنچتے ہیں پہلے ان کو زندہ تصور کر کے مال ان کے درمیان تقسیم کیا جائے جو مال صحاب الفروض اور عصبہ ہونے کی صورت میں ان کو ملتا ہے وہی ترکہ ان ذوی الارحام کو دیا جائے جو ان وراثہ کو صحاب الفروض یا عصبہ ہونے کی صورت میں ملتا تھا۔

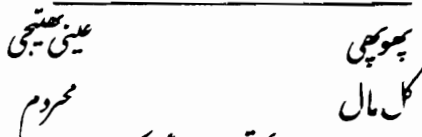
مسئلہ ۲



مسئلہ



جب کوئی شخص محبوب کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو تو اسکے لیے کوئی حصہ نہیں۔ مثال۔



پھوپھی باپ کے منزلہ میں ہے اور بھتیجی بھائی کے منزلہ میں ہے باپ کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں ہوتا اسی طرح پھوپھی جو باپ کے منزلہ میں ہے اس کی موجودگی میں بھتیجی جو بھائی

کے منزلہ ہے وارث نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ باپ کے ہوتے ہوئے بھائی محروم ہے۔
 ذوی الارحام کی چار جہتیں ہیں۔ (۱) البوۃ (۲) امومت (۳) بنوۃ (۴) اخوۃ
 ان میں سے جو جہت وارث تک پہلے پہنچے۔ اس جہت کا ذوی الارحام
 وارث ہوگا۔

مسئلہ
 مثال

بہن	بہن
بیٹی	بیٹی
بیٹی	کل مال
مخروم	

بھانجی وارث ہے اس لیے کہ وہ بھانجی کی بیٹی کی نسبت زیادہ قریب ہے۔

علاقائی چچا	بھائی
بیٹی	بیٹی
کل	بیٹی
	مخروم

تمام مال علاقائی چچا کی بیٹی کے لئے ہے اس لئے کہ یہ دوسرے درجہ میں وارث تک اور بھتیجی کی
 بیٹی تیسرے درجہ میں وارث تک پہنچتی ہے۔

مسئلہ
 اگر ذوی الارحام کا رشتہ میت کے ساتھ دو یا زیادہ جہتوں سے ہے تو
 بعید کو وارث تک اُتار جائے گا اور وہ اپنے وارث کا حصہ لے گا قریب

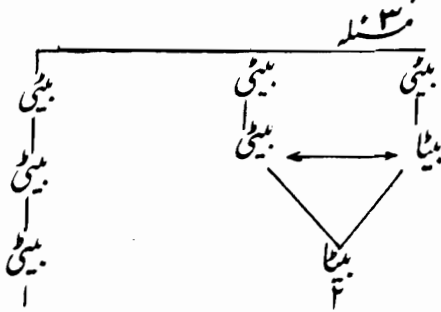
ساقط ہو یا ساقط نہ ہو۔

مسئلہ ۲

یعنی یا علاقائی	بیٹی
بھائی	بیٹی
بیٹی	بیٹی
بیٹی	بیٹی
باقی	بیٹی
	بیٹی

پانچویں پشت میں جو بیٹی ہے یہ میت کی بیٹی کے منزلہ ہے اس لیے اس کے لیے نصف حصہ
 ہے باقی نصف حصہ یعنی یا علاقائی بھائی کی بیٹی کے لیے ہے اس لیے کہ وہ منزلہ بھائی کے ہے۔

مسئلہ۔ اگر ذوی الارحام دو یا زیادہ جہت کے واسطے سے میت تک پہنچتا ہے تو وہ ہر جہت سے وارث ہوگا۔



نواسے کے لیے دو تہائی حصہ ہے جو اس کی دو جدہ کا ہے۔ نواسی کے لیے ایک حصہ ہے جو اس کی ایک جدہ کا ہے۔

مسئلہ خاوند یا بیوی ذوی الارحام کے ساتھ تو اس کا حصہ دے کر باقی مال ذوی الارحام میں تقسیم ہوگا۔

مسئلہ

خاوند بہن کی نواسی بھائی کی بیٹی

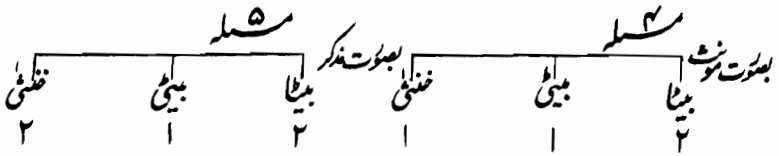
اس صورت میں مسئلہ کی تصحیح چار سے ہوگی۔ خاوند کے لئے نصف دو حصے ایک حصہ بہن کی نواسی کا اور ایک حصہ بھائی کی بیٹی کا ہے۔

خنثی مشکل

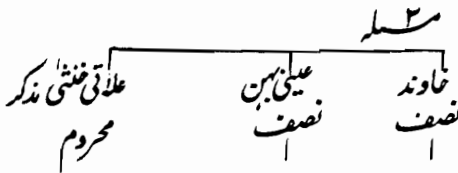
خنثی کا مادہ خنث ہے اس کا معنی ٹکس اور نرمی ہے۔ اصطلاح میں خنثی بیٹے کو کہا جاتا ہے۔ اس میں مرد اور عورت ہر دو کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ مرد کی علامتیں غالب ہوں تو وہ مرد کا حصہ پاتا ہے۔ عورت کی علامتیں غالب ہوں تو وہ عورت کا حصہ پاتا ہے۔ یہ امتیاز نہ ہو سکے تو اس کو خنثی مشکل کہا جاتا ہے۔ اس کی وراثت کے بارے میں اختلاف ہے اکثر صحابہ کا قول ہے کہ اس کے لیے کمزور حالت ہے اگر خنثی کو مرد قرار دینے سے کم حصہ ملتا ہو تو اس کو مرد قرار دیا جائے اگر

عورت قرار دینے سے کم حصہ ملتا ہو تو اس کو عورت قرار دے کر کم حصہ دیا جائے اگر کسی صورت میں محروم ہوتا ہو تو وہی صورت اختیار کی جائے۔

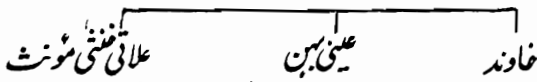
مثلاً وارث بیٹا۔ بیٹی اور غنشی ہے۔ اس صورت میں اگر غنشی کو مؤنث قرار دے کر حصہ دیا جائے تو صحیح چار میں سے اس کو ایک حصہ ملتا ہے اگر مذکورہ فرض کیا جائے تو پانچ میں سے اس کو دو حصے ملتے ہیں۔ لہذا اس مسئلہ میں غنشی کو مؤنث قرار دیا جائے۔



وارث خاوند۔ عینی بہن۔ علائی غنشی ہے اس صورت میں غنشی کو مذکر قرار دینے سے محروم ہوگا۔ لہذا اس کو مذکر قرار دیا جائے۔



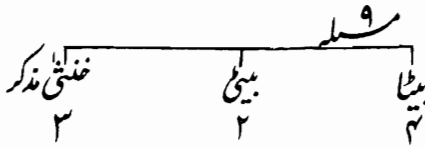
اگر اس مسئلہ میں غنشی کو مؤنث قرار دیا جائے تو علائی غنشی کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔



خاوند کے لیے نصف دو تہائی حصہ عینی بہن اور علائی غنشی مؤنث ہر دو کے لیے ہے اس میں سے بہن کا نصف حصہ اور چھٹا حصہ علائی غنشی مؤنث کے لیے ہے لہذا اس مسئلہ میں اس کو مذکر قرار دیا جائے۔

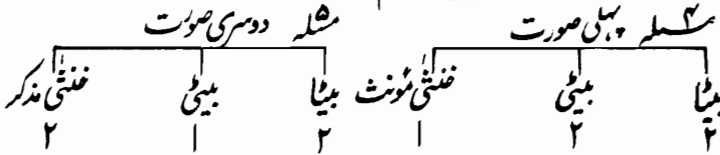
شعبی کا قول ہے کہ مرد اور عورت کو جو الگ الگ حصہ ملا ہے ان کا نصف نصف جمع شدہ حصہ غنشی کے لیے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی قول ہے شعبی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مفہوم کو سمجھنے میں امام ابو یوسف اور امام محمد نے اختلاف کیا ہے امام ابو یوسف اس کی صورت یہ بیان کرتے ہیں کہ قبضہ حصہ بیٹے کا ہے اس کا نصف اور قبضہ حصہ بیٹی کا ہے اس کا نصف یعنی تین

چوتھائی حصہ غنشی کو دیا جائے۔ انہوں نے مسئلہ میں غنشی کو شامل نہیں کیا قول امام ابو یوسفؒ



امام محمدؒ نے شعبیؒ کے اس قول کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ دو مسئلے بنائے جائیں۔
ہر دو صورتوں میں سے غنشی کو جو حصہ ملتا ہے ہر دو حصوں کا مجموعہ غنشی کو دیا جائے۔

قول امام محمد



پہلی صورت میں غنشی کو چوتھا حصہ ملتا ہے اس کا نصف آٹھواں حصہ ہے اور دوسری صورت میں پانچ میں سے دو حصے تھے اس کا نصف پانچ میں سے ایک ہوا آٹھواں اور پانچواں حصہ دینے کے لیے مسئلہ کی تصحیح چالیس سے ہوتی چالیس کا پانچواں حصہ آٹھ اور آٹھواں حصہ پانچ کل تیرہ حصے غنشی کے لیے اور باقی ستائیس حصوں میں سے نو حصے بیٹی کے لیے اور اٹھارہ حصے بیٹے کے لیے ہیں۔ امام محمدؒ نے امام شعبیؒ کے قول کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔

حمل کی وراثت

مدت حمل | سراجی میں ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ لیث بن سعد کے نزدیک تین سال امام شافعیؒ کے نزدیک چار سال اور زہریؒ کے نزدیک سات سال ہے حمل کی کم مدت چھ ماہ ہے۔

مقدار وراثتہ | امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے چار بیٹیوں یا چار بیٹیوں ہر دو فریق میں سے جس کا حصہ زیادہ ہو وہ محفوظ کر لیا جائے باقی ورثاء کو ملنے والا اقل حصہ دیا جائے امام محمدؒ کا قول ہے کہ تین بیٹیوں یا تین بیٹیوں ہر دو فریق میں سے جس کا حصہ زیادہ ہے وہ محفوظ کیا جائے

یہ روایت لیث بن سعد کی ہے ایک روایت میں دو بیٹوں کا حصہ محفوظ کرنے کا ذکر ہے۔ یہ قول جن سے بھی مروی ہے ہشام کی روایت میں ہے کہ امام ابو یوسف کا بھی وہی قول ہے۔ خصاص نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے کہ صرف ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ محفوظ کیا جائے گا۔ اسی قول پر فتویٰ ہے دوسرے ورثاء سے اس بات کی ضمانت لی جائے گی کہ حمل کا حصہ اگر اس سے زیادہ نکلا تو پورا کرنا ہوگا۔

شرائط وارثہ | اگر حمل کی نسبت میت کی طرف ہے۔ اور اس کی بیوی کو حمل کی اکثریت یا اس سے کم مدت میں بچہ پیدا ہوا ہے اور عورت نے عدت کے پورا ہونے کا اقرار نہیں کیا تو اس صورت میں پیدا ہونے والا بچہ وارث ہوگا اور نوگ اس کے وارث ہوں گے۔ اور اگر حمل کی اکثریت کے بعد بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ نہ میت کا وارث ہوگا اور نہ دوسرے اس کے وارث ہوں گے اور اگر حمل کی نسبت میت کے کسی رشتہ دار کی طرف ہے اور بچہ اقل مدت چھ ماہ یا اس سے کم مدت میں پیدا ہوا ہے وہ وارث ہوگا۔ اگر حمل کی اقل مدت گزرنے کے بعد پیدا ہوا تو وہ وارث نہیں ہوگا۔

وہ اس کی یہ ہے کہ حمل کی وراثت کے لیے شرط ہے کہ وہ میت کی وفات کے وقت موجود ہو اگر حمل کی زیادہ مدت کے بعد پیدا ہو تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ میت کی وفات کے وقت موجود نہیں۔ اس طرح اگر عورت نے اقرار کر لیا کہ عدت پوری ہو گئی اور میرے پیٹ میں بچہ نہیں۔ وہ وارث نہیں ہوگا۔ اگر میت کا حمل نہ ہو بلکہ اس کے باپ یا چچا وغیرہ کا ہو تو اس کے وارث بننے کے لیے یہ شرط ہے کہ میت کی وفات سے چھ ماہ پورے ہوتے ہی یا اس سے کم مدت میں بچہ پیدا ہو اگر چھ ماہ کے بعد کچھ مدت گزر کر پیدا ہو تو وارث نہیں ہوگا اس لیے کہ ممکن ہے کہ میت کی وفات کے وقت میت کے باپ وغیرہ کی بیوی حاملہ نہ ہو حمل بعد پٹھرا ہو جب شک پیدا ہو گیا تو اب وہ وارث نہیں ہو سکتی وارث ہونے کے لیے شرط ہے کہ حمل میت کی وفات کے وقت موجود ہو۔

کیفیت ولادت | بچہ مرا جو پیدا ہو تو بالاتفاق وارث نہیں۔ اگر زندہ پیدا ہو جس کی علامت آواز ہے تو وہ اس شرط سے وارث ہے کہ اس کا تمام جسم باہر آکر زندہ ہو اگر درمیان میں

مر گیا تو پھر وہ وارث نہیں یہ قول امام شافعی اور امام احمد وغیرہم کا ہے احناف کا مذہب ہے کہ بچہ کا اکثر حصہ باہر آجائے تو لاکھ اکثر حکم الحکل کی بنا پر وارث ہوگا۔ اگر سیدھا پیدا ہو تو چھاتی کا باہر آنا ہے۔ اگر لاکھ پیدا ہو تو ناف کا باہر آنا شرط ہے (وراثت اسلامیہ محدث روپڑی)

حمل کا موجود ہونا حمل کی موجودگی میں ترکہ کی تقسیم کی صورت یہ ہے کہ حمل مذکر تسلیم کرنے سے جو رشتہ دار محروم ہوتے ہوں۔ ان کو محروم رکھا جائے۔ جن کا حصہ کم ہوتا ہو اس کو کم دیا جائے اب اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کو اس کا پورا حصہ دیا جائے اور ترکہ کی باقی تقسیم بدستور رہے گی اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کو اس کا حصہ دیا جائے گا حمل کو لاکھ قرار دے کر جن ورثاء کا حصہ کم کیا گیا تھا یا ان کو محروم کیا گیا تھا ان کو ان کا حصہ واپس کیا جائے گا۔ امثلہ سے اس کا وضاحت کی جاتی ہے۔

حمل کے لئے ترکہ کی تقسیم

حمل میت کا ہو یا کسی دوسرے وارث رشتہ دار کا۔ بہتر تو یہ ہے کہ وضع حمل کے بعد ترکہ تقسیم کیا جائے۔ اگر وفات کے بعد وارث تقسیم ترکہ کے لیے بغض ہوں تو پھر حمل کو ورثہ دینے کے لیے مذکر اور مؤنث کے اعتبار سے دو مسئلے بنائے جائیں حمل کے ماسوا جس صورت میں ورثاء کو اقل حصہ ملے وہ ان کو دیا جائے جو باقی بچے وہ حمل کے لیے محفوظ کیا جائے حصص کا اقل اور اکثر معلوم کرنے کے لیے یہ دیکھا جائے کہ ہر دو مسئلہ کے مخارج میں نسبت کیا ہے اگر تماشل یا تا اقل کی نسبت ہے تماشل کی صورت میں کوئی عدد اور تا اقل کی صورت میں بڑا عدد لیا جائے اگر توافق کی نسبت ہے تو ایک کے وفق کو دوسرے کے مخرج میں ضرب دی جائے تب ان کی نسبت ہے تو کل کو کل کے ساتھ ضرب دی جائے حاصل ضرب ہر دو مسئلہ کی تصحیح اور متحد مخرج ہے مثلاً وارث بیٹی۔ ماں باپ اور بیوہ علیہ ہے

مسئلہ ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۱۶

بیوہ	ماں	باپ	بیٹی	حمل مؤنث
۱	۱	۱	۲	۲
۸	۶	۶	۳	۳
۳	۲	۲	۱۶	۱۶
۲۲	۳۲	۳۲	۱۲۸	۱۲۸

مسئلہ ۲۱۶-۹

بیوہ	ماں	باپ	بیٹی	حمل مذکر
۱	۱	۱	۲	۲
۸	۶	۶	۱۳	۱۳
۳	۲	۲	۱۱۷	۱۱۷
۲۷	۳۶	۳۶	۲۶	۲۶
۲۸	۳۹	۳۹	۲۸	۲۸

ہر دو مسئلہ میں توافق بالثلث کی نسبت ہے پہلے مسئلہ کا عدد وفق آٹھ ہے اس کو دوسرے مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۱۶ اور دوسرے مسئلہ کا عدد وفق نو ہے اس کو پہلے مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۱۶ دونوں مسئلوں کا متحدہ مخرج ہے۔

پہلے مسئلہ کی نسبت دوسرے مسئلہ میں بیوہ - باپ - ماں کو کم حصہ ملتا ہے۔ لہذا بیوہ کو ۲۴ کی بجائے ۲۳ باپ کو ۲۶ کی بجائے ۳۲ اور ماں کو بھی ۳۶ کی بجائے تیس دیئے حاصل جمع ۸۸ ہے باقی ۱۷ میں سے مذکورہ مومنٹ اصول کے مطابق بیٹی کو ۳۹ اور عمل مذکور کو ۷۸ حصے دیئے گئے۔ باقی ۷۸ باضافہ اکل ۸۹ حصے محفوظ کر لیے گئے۔ بیٹیا پیدا ہونے پر تو اس کو ۷۸ دیئے گیا رہ حصہ میں سے بیوہ کو تین اور ماں باپ کو چار چار حصے واپس کر دیئے گئے۔

بیوہ کے ۲۷ ماں کے لیے چھتیس باپ کے لیے چھتیس حصے ہوئے باقی ۱۷ میں سے

۳۹ حصے بیٹی کو ۷۸ حصے بیٹے کو ملے۔

اگر بیٹی پیدا ہوتی تو ۸۹ حصے جو عمل کے لیے محفوظ کئے گئے تھے اس میں بچپس حصے اس بیٹی کو جس کو اتنا لیس حصے ملے میں۔ تاکہ ترکہ کی دو تہائی ۱۳۸ حصے پورے ہو جائیں وہ دو بیٹیوں کے درمیان بھجھد برابر تقسیم ہوں گے۔

اگر بچہ مردہ پیدا ہوا ہے تو بیوہ کو تین ماں باپ کو چار چار کل گیا رہ حصے واپس کئے جائیں گے بیوہ کے لیے ۲۷ باپ کے لیے ۳۶ ماں کے لیے چھتیس نصف حصہ پورا کرنے کے لیے ۳۹ حصوں میں ۷۹ حصے جمع کر کے کل ۱۰۸ حصے بیٹی کو دیئے جائیں گے یہ کل ۲۰۷ حصے ہوئے ۹ حصے باقی بچے وہ باپ کو دیئے جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ اس مسئلہ میں عصبہ بھی ہے۔

مسئلہ ۲۱۶

بیوہ	باپ	ماں	بیٹی	عمل مردہ
۲۷	۳۶	۳۶	۱۰۸	مردم

باپ کو ۹ حصے مزید دیئے تو ان کے ۴۵ حصے ہوئے۔

منفقو الخیر | وہ شخص ہے جو لاپتہ ہو۔ جب تک اس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو جائے یا اس

کی موت کا فیصلہ نہ کیا جائے اس وقت اس کا کوئی وارث نہیں ہوگا۔ وہ بھی کسی کا وارث نہیں ہوگا۔ البتہ میت کے ترکہ سے اس کا حصہ الگ کر لیا جائے گا اگر معلوم ہو جائے کہ وہ زندہ ہے تو وہ اپنا حصہ لے گا۔ اگر علم ہو جائے یا فیصلہ کیا جائے کہ وہ وفات پائی ہے۔ تو اس کا حصہ جو الگ کر لیا گیا ہے ان متح ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جائے گا جو مورث کی وفات کے وقت موجود تھے۔ اگر فیصامورتہ کے بعد اس کا ترکہ یا حصہ ورثاء میں تقسیم ہو جائے بعد میں معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے تو اس کو اسی قدر حصہ واپس دلایا جائے گا جو ورثاء کے پاس موجود ہو۔

بعض ائمہ کہتے ہیں کہ مفقود الجزر کا مال حکومت کی رائے پر ہے جب تک مناسب سمجھے محفوظ رکھے۔ امام شافعی کا قول بھی یہی ہے۔

هُدَّتِ اَنْتَظَارِ مَفْقُودِ الْجِزْرِ كَ اَنْتَظَارِ كِي مَدَّتْ فِي اَلْمَدَّةِ كَا اَخْتِلَافِ هِيَ - مَذْهَبِ حَنِفِيَّةِ فِي ظَاهِرِ رَوَايَتِ يَرِي هِيَ - كَهْ جَبِ اس كَهْ عَمْرُوں مِيں سَهْ كُوْنِي زَنْدَه نَهْ رَهِي تُو اس كُو بِي فُوْتِ شَدَّ تَصَوَّرِ كِيَا جَانِي حَسَنُ بِنُ زِيَادِنِي اَمَامِ ابُو حَنِيفَةَ سَهْ رَوَايَتِ كِي هِيَ اَنَّهُوْنِي نَهْ فَرَطِيْلِي هِيَ كَهْ وِلَادَتِ كَهْ دِنِ سَهْ اِيكِ سُوْبِيں بَرَسِ پُوْرَهْ كُنِي جَانِيں - اَمَامِ مُحَمَّدٌ كَا قَوْلِ اِيكِ سُوْدَسِ بَرَسِ كِي هِيَ اَمَامِ ابُو يُوْسُفٌ كَتَبِي هِيَ - كَهْ مَدَّتِ اَنْتَظَارِ اِيكِ سُوْبَانِجِ بَرَسِ هِيَ بَعْضِ اَمَمٌ كَا قَوْلِ هِيَ كَهْ نُوْرَهْ بَرَسِ هِيَ حَنِفِي مَذْهَبِ كَهْ زَنْدِيكِ اِسِي فِتْوَى پُرِيْلِ هِيَ -

مفقود الجزر کا حکم غیر کے حق میں موقوف ہے یعنی مفقود الجزر کے رشتہ داروں سے کوئی مرتبہ تو اس کے حق میں مفقود الجزر کوئی حکم نہیں لگے گا۔ اس بنا پر اس کا ترکہ محفوظ رہے گا اگر وہ تمام ترکہ کا وارث ہے تو سارا ترکہ محفوظ رہے گا۔ مثلاً مفقود الجزر بیٹا ہے تو مرنے والے کا پوتا وارث نہیں ہوگا بلکہ تمام مال مفقود الجزر کے لیے محفوظ رہے گا۔ جب وہ مدت گزر جائے جس کا حکومت نے فیصلہ کیا ہے اس کے بعد مفقود الجزر کا مال موجودہ ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ جن کے حصہ سے کمی کر کے یہ حصہ رکھا گیا ہے۔

مفقود الجزر کے صحیح مسائل کا بقیہ یہ ہے کہ دو مسئلے بنائے جائیں ایک اس کو زندہ قرار دے کر دوسرا اس کو مردہ سمجھ کر پھر اس کے بعد وہی عمل کیا جائے جو عمل کے بیان میں گزر چکا ہے مثلاً وارث خاوند۔ دو یعنی نہیں ایک یعنی بھائی مفقود الجزر ہے۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

منفقود الخبر کی وفات کی صورت

مسئلہ ۷		۵۶)
خاوند	دو عینی بہنیں	ایک عینی بھائی منفقود الخبر
۱	۲	
۲	۳	
۳	۲	
۲۲	۲۲	

منفقود الخبر کی حیات کی صورت

۲۲۲ - ۷۵ - ۵۶)	
خاوند	دو عینی بہنیں ایک بھائی
۱	۲
۲	۲
۲۸	۲۸

یہ دو مسئلے ہو گئے ۷ اور ۸ ہر دو میں نسبت بتا دین کی ہے لہذا ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ میں

ضرب دی تو حاصل ضرب ۵۶ ہوئے جو ہر دو مسئلوں کا متحدہ مخرج ہے

منفقود الخبر کی وفات کی صورت میں خاوند کو ۲۲ حصے اور زندہ ہونے کی صورت میں ۲۸ حصے

مطے۔ خاوند کو ۲۲ حصے دیئے چار رکھ لیے عینی بہنوں کو پہلی صورت میں تیس مطے دوسری صورت میں

۲۸ میں سے ۱۲ حصے باقی ۱۲ اور خاوند سے رکھے ہوئے چار رکھ لیا۔ حصے منفقود الخبر کے لیے محفوظ

کر لیے اگر زندہ ہے تو اس کے لیے ۱۲ حصے ہیں باقی چار خاوند کو واپس کئے جائیں گے تاکہ اس

کے ۲۸ پورے ہو جائیں اگر وہ فوت ہو چکا ہے تو ۱۸ حصے بہنوں کو دینے جائیں گے۔ اس لیے

کہ وفات کی صورت میں بہنوں کے لیے نہیں حصے ہیں۔

مرتد کا بیان

سراجی میں ہے کہ مرتد کفر کی حالت میں مرے یا قتل بجائے یا دارا نخریب میں چلے جانے حاکم

اس کے حربی ہونے کا فیصلہ مرد سے اس صورت میں اس کی جائیداد کا کیا حکم ہے؟ اس بارہ میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اسلام کی حالت میں پیدا کی ہوئی جائیداد کے مالک اس کے مسلمان رشتہ دار میں اور ازداد کی حالت میں جو کمایا ہے اس کا بیت المال وارث ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ کا قول ہے کہ اس کی تمام کمائی خواہ وہ اسلام کی حالت میں پیدا کی ہے یا ازداد کی حالت میں مسلمان وراثت اس کے مستحق ہیں۔
مرد مرد ہو یا عورت یہ نہ کسی مسلمان کے وارث ہوں گے اور نہ اپنے میسرے کسی مرتبہ کے البتہ اگر تمام اہل محلہ مرتبہ ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

تنبیہ مرتبہ اور مرتبہ کی جائیداد اور کمائی کے بارہ میں امام شافعی رحمہ کا مذہب صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کمائی بیت المال میں داخل کی جائے اس لیے کہ حدیث میں ہے لایث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم یعنی مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا کافر کا لفظ قسم کے کافر کو شامل ہے

قیدی کا بیان

سراجی میں ہے کہ جب تک قیدی اپنے دین کو نہ چھوڑے اس کے احکام عام مسلمانوں جیسے ہیں۔ اگر وہ اپنے دین کو چھوڑ دے۔ تو اس کے احکام مرتبہ کے مطابق ہیں۔ اگر یہ نہ معلوم ہو سکے کہ وہ مرتبہ زندہ ہے یا مر گیا ہے تو اس کے بعد احکام وہی ہیں جو منفقہ الخیر کے ہیں۔

حوادث کا بیان

اگر رشتہ دار پانی میں ڈوب کر یا آگ میں جل کر یا چھت کے نیچے دب کر یا اس قسم کے حادثہ کا شکار ہو جائیں۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرے تو اس صورت میں مرے ہوئے رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے بلکہ جو ان کے وارث زندہ موجود ہیں۔ ترکہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔ یہ بخاری مذہب ہے۔ یہ روایت بھی ملتی ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ حادثہ میں مرنے والے ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اس مال کے خواجوان میں سے

کسی نے دوسرے سے وراثت میں پایا ہے یہ اس لیے کہ ایک شخص کا وارث ہونا اور مورث ہونا لازم آتا ہے

وراثت کے مسئلہ میں اہل تشیع کے چند ایک مخصوص مسائل ہیں۔

عول تھیب۔ بڑے بیٹے کی وراثت۔ بیوہ کی وراثت

عھل جب مخرج (ترکہ) سے حصص بڑھ جائیں۔ تو مخرج میں مناسب عدد شامل کر کے مخرج کو حصص کے برابر کرنے کا نام علم وراثت کی اصطلاح میں عول ہے۔ اس قاعدہ سے انصاف و عدل کا تقاضا پورا ہوتا ہے یعنی ہر وارث کو ترکہ میں سے جو حصہ اس کا ہے اس میں مناسب کمی کر کے ترکہ کو حصص کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے اسی صورت میں حصص بدتور رہتے ہیں۔ البتہ اس قاعدہ کی رو سے تمام ورثاء کے الگ الگ ترکہ میں یکساں کمی آتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ بعض ورثاء کے ترکہ میں کمی واقع ہو اور بعض میں نہ ہو مثلاً وارث خاوند۔ دو بہنیں ہیں۔ خاوند کے لیے نصف تین حصے اور دو بہنوں کے لیے دو تہائی چار حصے ہیں۔ مخرج (ترکہ) چھ ہے حصص سات ہیں۔ ترکہ کے چھ کی بجائے ایک کا اضافہ کر کے سات حصے کر کے سات حصص پر تقسیم کر دیا صورت مسئلہ یہ ہے۔

مسئلہ ۱۰ - ۷

خاوند	دو بہنیں
نصف	۲
۳	

اہل تشیع کے نزدیک عول باطل ہے۔ ان کے نزدیک اس کا حل یہ ہے کہ ہر وہ وارث جس کا حصہ قرآن میں مقرر ہو۔ اگر کسی وجہ سے اسے وہ حصہ نہ مل سکے تو اس کے متبادل اس کا دوسرا حصہ مقرر ہو۔ جیسے ماں کی اولاد موجود نہ ہو تو شمش اگر موجود ہو تو سید یا شوہر کہ بیوی کی اولاد نہ ہو تو نصف اگر اولاد نہ ہو تو ریش یا زوجہ کہ اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو ریش اگر ہو تو وہ شمش پاتی ہے انہیں مقدم سمجھا جائے گا۔ ان کے حصص میں کمی نہ ہوگی اگر کسی کا حصہ مقرر ہے کسی وجہ سے اس کو نہ مل سکے اور اس کے لئے متبادل کوئی حصہ نہیں اس کو یا تمنا نہ مال ملے گا اس کو مؤخر سمجھا جائے گا اس کے حصہ میں مناسب کمی کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے گا جیسے بیٹیاں یا بہنیں بیٹا اور بھائی نہ ہونے کی صورت میں ان کو دو شمش ملتے ہیں۔ لیکن اگر بیٹا یا بھائی موجود ہو تو پھر ان کا فرض میں نہیں۔ اس لیے خاوند اور دو بہنیں وارث ہوں انھیں صرف بہنوں پر ڈرونگا

نکہ شوہر اور نہ ماں باپ پر بلکہ وہ اپنا پورا حصہ حاصل کریں گے جو کچھ باقی بچے گا وہ بہنوں کا مال ہوگا۔ صورت مسئلہ یہ ہے۔

مستند	مستند
خاوند	دو بہنیں
نصف	دو بہنائی
۳	۳

فرق عوا کی صورت میں خاوند کے لئے سات میں سے تین حصے اور بہنوں کے لیے چار حصے تھے اہل تشیع کی تقسیم کے مطابق خاوند کے لیے چھ ہیں سے تین حصے اور بہنوں کو چار۔ کی بجائے تین حصے ملے بعض ورثاء کے ترکہ میں کمی کرنا اور جنس کے ترکہ میں کمی نہ کرنا ظلم کی انتہا ہے۔ ہر دو صورتوں میں فرق واضح ہے ترکہ اگرچہ سو روپیہ ہو تو مول کی صورت میں خاوند کے لیے تین سو کی بجائے ۲۵۴ روپے ملتے ہیں اور بہنوں کو چار سو کی بجائے ۳۴۲ روپے ملتے ہیں اہل تشیع کے نزدیک خاوند تین سو پورا حصہ ملتا ہے بہنوں کو چار سو میں سے تین سو روپے ملتے ہیں بہنوں کے حصے میں کمی کی گئی ہے خاوند کے حصے میں کوئی کمی نہیں ہوئی بعض ورثاء کے ترکہ میں کمی کرنا اور جنس کے ترکہ میں کمی نہ کرنا یہ عدل و انصاف کے خلاف ہے۔

تعصیب تعصیب بھی شیعہ مذہب میں باطل ہے اصحاب الفروض کو ان کے حصص دینے کے بعد بقایا ترکہ اسی صاحب فرض کو ملے گا جو میت کے زیادہ قریب ہے مثلاً وارث میٹھی ہے تنہا ہونے کی صورت میں نصف حصہ لے گی۔ باقی حصہ بھی بموجب آیت اولی الارحام قرابت کے اعتبار سے حصہ لے گی۔

بڑا بیٹا بڑا بیٹا اپنے باپ کے ترکہ سے بشوہ عظیمہ حسب ذیل اشیاء کا وارث ہوگا۔ جبکہ ان اشیاء کے ماسوا اور ترکہ بھی ہو۔

(۱) باپ کے مخصوص کپڑے (۲) انگوٹھی (۳) تلوار (۴) قرآن مجید باپ سے روزہ اور نماز جو قضا ہو گئی ہے۔ اس کی ادائیگی بڑے بیٹے کے ذمہ ہوگی۔

بیوہ کی وراثت بیوہ اپنے خاوند کی وراثت میں سے زمین کی وارث نہیں ہوگی۔

مسئلہ عول اور اہل تشیع و مکرین حدیث کا نظریہ

اور اس پر تبصرہ

عول کی تعریف پہلے بیان ہو چکی ہے کہ مخرج کے مطابق ترکہ کے حصص پورے نہ ہوں تو ہر حصہ سے مناسب کمی کر کے حصص کو مخرج کے مطابق کرنا علم وراثت کی اصطلاح میں کل نام عول ہے۔ اہل تشیع و غیر ہم کے نزدیک عول باطل ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ جن وراثت کے حصص کا بدلہ ہے۔ ان کے حصص میں کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جن کے حصص کا بدلہ نہیں۔ ان کے حصص میں کمی کر کے ترکہ کو مخرج کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ مثلاً خاوند کے لئے نصف حصہ ہے۔ جب کہ بیوی کی اولاد نہ ہو، اولاد ہو تو خاوند کے لئے چوتھائی حصہ ہے اسی طرح بیوی کے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ اگر خاوند کی اولاد نہ ہو۔ اولاد ہو تو بیوی کے لئے آٹھواں حصہ ہے۔ ماں کے لئے تہائی حصہ ہے۔ جب کہ میت کی اولاد نہ ہو، اولاد ہو، تو ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ ایسے وراثت کے حصص میں کمی نہیں کی جائے گی۔ البتہ جن وراثت کے لئے حصص کا کوئی بدلہ نہیں ان کے حصص میں کمی کر کے ترکہ کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً وارث خاوند اور دو بہنیں ہیں۔ اس صورت میں خاوند کے لئے نصف اور بہنوں کے لئے دو تہائی حصہ ہے۔ چچ مخرج ہے اس میں سے خاوند کے لئے تین حصے اور دو بہنوں کے لئے چار حصے ہیں۔ کل سات حصے ہوئے۔ مخرج (ترکہ) چھ ہے۔ اہل تشیع کے نظریہ کے مطابق خاوند کو پورے تین حصے ملیں گے اور دو بہنوں کو چار حصے دینے کی بجائے تین حصے دیئے جائیں گے۔ ایک حصہ ان کا کم کیا جائے گا۔

تقسیم کی اس صورت میں دو قباحتیں لازم آتی ہیں۔ ایک قباحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں دو بہنوں کے لئے دو تہائی چار حصے مقرر کئے ہیں۔ چار کی بجائے ان کو تین حصے دینا قرآن مجید کی صریحاً مخالفت ہے۔ دوسری قباحت یہ ہے کہ وراثت میں سے بعض کے حصص میں سے کم کرنا اور بعض کے حصص میں سے کم نہ کرنا یہ ظلم ہے۔ اسلام

..... اس کی اجازت نہیں دیتا۔

عول کی صورت میں خاوند کے لئے تین اور دو بہنوں کے لئے چار حصے ہیں۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں۔ البتہ ترکہ کو وراثہ کے متم حصص پر حصلا دیا جائے گا۔ جس سے وراثہ کو ملنے والے ترکہ کے حصص میں ایک جیسی کمی یہ صورت عدل اور انصاف کا عین تقاضا ہے۔ اگر حضرت عمرؓ نے اس کو یہ ایجاد کیا تو اس کی یہ ایجاد قرآن مجید کی عین منشاء کے مطابق اور انصاف و عدل پر

حضرت علیؓ اور مسئلہ عول

حضرت علیؓ مسجد کوفہ میں منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور پڑھ رہے تھے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يَجْعَلُكُمْ قَطْعًا - يَجْعَلُ كُلَّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَآلِهَا مِنَ الْمَالِ وَالسَّحْبَى - یہاں پہنچے ہی تھے کہ ایک شخص نے مشکل پا کر دریافت کیا کہ جب وارث بیوی - دو بیٹیاں - ماں - باپ ہوں تو اس صورت میں کیا بیوی کو آٹھواں حصہ نہیں ملے گا۔ آپؐ فرمایا صائمًا سَعْمَهَا تَسْعًا یعنی اس کا آٹھواں حصہ نواں بنے گا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ پیش آمدہ مسئلہ میں مخرج ۲۴ ہے۔ مخرج سے وراثہ کے حصص ۲۴ ہیں جو مخرج سے بڑھ گئے ہیں۔ لہذا مخرج میں تین جمع کر کے مخرج کو حصص کے برابر کر دیا۔ جب بیوی کو ملنے والے آٹھویں تین حصہ اور نصیح ۲۴ میں نسبت کو دیکھا تو وہ ایک نوکی بے گویا کہ اس حالت میں بیوی کو ۲۴ میں سے تین حصے ملے ہیں گویا تین حصص اور کل ترکہ میں نسبت ۱: ۹ کی ہے۔ ویسے مخرج ۲۴ میں سے بیوی کے لیے آٹھواں حصہ (تین) ہے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ نے نزدیک مسئلہ عول صحیح ہے۔ اس مسئلہ کا نام ممبر یہ ہے۔ اس لیے کہ حضرت علیؓ نے ممبر پر اس کا حل فرمایا تھا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



جملہ حقوق بحق مرتب
محفوظ ہیں

(شنائی پولیس سرگودھا)